BROWN
BOOK ONLY

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222266
UNIVERSAL
LIBRARY

OUP—552—7-7-66—10,000

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No.   Accession No.

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

...الرحیم

بداوند

مولفہ

مصوّرِ غم علامہ راشد الخیری صاحب دہلوی

مصنّف

CHECKED

اطلاع

CHECKED. 195

محبوبۂ خداوند کا دائمی حق اشاعت علامہ راشد الخیری صاحب نے مجھے دیدیا ہے۔ اس لیئے کوئی صاحب اسکے یا اسکے کسی حصہ کو بطور خود چھاپنے کا ارادہ نہ کریں۔ ورنہ اخلاقی وقانونی جرم کے مرتکب ہونگے،

ہاں کتب فروش حضرات اس سے فائدہ اٹھانا چاہیں تو معقول کمیشن اس کی جلدیں نظامیہ دارالاشاعت دہلی سے خرید سکتے ہیں۔

نیاز مند
منیجر

ثمرہ صداقت

یا

علی برادران دہلی میں

Checked 1977

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Checked 1969

محبوبۂ خداوند

(۱)

مملکت اسلامی کا قمر ثالث ابھی سطح خلافت پر پہلی منزل بھی پوری طرح طے نہ کرنے پایا تھا کہ بحیرۂ روم کی لہروں سے حسن کا ایک شعلہ بھڑکا اور سرزمین طرابلس چشم مینا کی سجدہ گاہ بنی یہ پھول جسنے تمام شمالی افریقہ کو مہکا دیا عیسائیوں کی وہ قابل ناز ہستی تھی جو دنیا میں سفیر یہ کے نام سے مشہور ہوئی۔ جوانی ایک قیامت تھی جس نے لاتعداد دل کچل ڈالے آنکھیں دیکھتیں دل تڑپتے اور ایک طرابلس نہیں آس پاس کے شہر اور گاؤں تک اسکی صورت کا کلمہ پڑھتے۔

امیر البحر بریفر سفیریہ کا باپ کا اکثر وقت گو اپنے کاروبار میں بسر ہوتا اور اسلیے کہ مسلمانوں کی ترقی و فتوحات کی خبریں متواتر کان میں پہنچتی رہتی تھیں اور اسکو حملہ کا ہر وقت کھٹکا تھا وہ اپنے بیڑے کے استحکام کی تدبیروں میں منہمک رہتا تاہم وہ دیکھ اور سمجھ رہا تھا کہ ملک جسکے سر پر دشمن کی تلوار چمک رہی ہے نشۂ عشق میں چور ہے بربادی کا بھانڈا میرے ہی سر پھوٹنے والا ہے

کہ سفیریہ کی سنجیدگی متانت اور خاموشی نے ارکان سلطنت کی امیدوں میں جو اسکے حسن پر اپنے فرائض قربان کرچکے تھے کامیابی کی کوئی جھلک پیدا نہ کی تھی۔ لیکن اس کا علاج اس بدنصیب کے بس کا بھی نہ تھا کہ سیدھی سادی دو باتیں بھی ان بوالہوسوں کے واسطے داستان عشق تھیں۔ ادھر شخص بجائے خود عاشق بھی تھا اور محبوب بھی بر تیفریب سب کچھ دیکھ رہا تھا اور اگر ایک طرف وہ اس فتنہ سے غافل نہ تھا جو سفیریہ کے ساتھ اُٹھتا آرہا تھا تو دوسری طرف وہ عشاق کے اس گروہ سے بھی بے خبر نہ تھا جنکی دنیا و ما فیہا صرف اسکے اپنے گھر کی چار دیواری تک محدود تھی۔

حسن کا شہرہ طرابلس کی دیواروں سے آگے بڑھ کر دور دور پہنچا اور ارد گرد کے باجگذار اور چھوٹے چھوٹے تاجدار بھی جو برسوں ادھر آکر جھانکتے تک نہ تھے اب ہر وقت نہیں تو ہر روز کسی نہ کسی ضرورت کسی نہ کسی بہانہ سے بر تیفر کے آسمانی مکان کے چکر کاٹ جاتے۔

(۲)

خلیفہ دوم یعنی اس شخص کی شہادت جسنے عیسائی دنیا کے چھکے چھڑا دیے تھے دشمنوں کے واسطے ایک نعمت بھی ثابت ہوئی۔ کیونکہ ان سینوں میں کدورتیں موجود تھیں حضرت عثمان کے خلیفہ ہوتے ہی طوطے کی طرح آنکھیں بدل گئے۔ حمیت فاروقی جس نے بڑے بڑے من چلوں کے سر کچل ڈالے تھے ختم ہوتے ہی بعض لوگوں نے سنپولیے رنگ [illegible] مصیبت آ کر یہ پڑی کہ خود مسلمانوں میں جھگڑے [illegible] اتحاد نے عراق اور عرب کی [illegible] ہر فرد [illegible] تفرقہ پڑ گیا۔ خلافت عثمانی نے نظم مصر کی تقسیم دو صوبوں میں کردی عمرو عاص کے اختیارات فوجی معاملات تک محدود رہ گئے اور عبداللہ بن سعد عامل مقرر ہوئے یہ وہ وقت تھا کہ سالار خالد بن ولید اور ابو عبیدہ جیسے مخلص شیدائیوں کے وجود سے روئے [illegible] عبداللہ اور عمرو وہ شان نہ دکھا سکے اور اس ناچاقی

نتیجہ یہ ہوا کہ عمرو عاص علیحدہ کر دیے گئے اور عبداللہ مصر اور اسکندریہ کے کل کلاں مختار ہو گئے

رعیت کے دل پر عمرو عاص کا سکہ بیٹھا ہوا تھا یہ انقلاب ناگوار ہوتے ہوتے اس حد کو پہونچا کہ جو خلافت فاروقی میں آنکھ اٹھا کر بھی دیکھنے کے قابل نہ رہے تھے اور جنکی اتنی ہمت نہ تھی کہ سیدھے منہ بات کر لیں کھلم کھلا بغاوت پر آمادہ ہو گئے اور ہو کیا گئے شروع کر دی ان باغیوں میں بڑا حصہ یونانیوں کا تھا جو عرصہ سے تاک میں تھے مگر موقعہ نہ ملتا تھا۔

قیصر قسطنطین مسلمانوں کے روز افزوں اقتدار کی کیفیت دیکھ دیکھ کر دل ہی دل میں دانت پیس رہا تھا یونانیوں کی بغاوت نے باغ باغ کر دیا فوراً ایک تجربہ کار افسر مینوئل کو سپہ سالار مقرر کر بیس ہزار فوج یونانیوں کی مدد کو روانہ کر دی۔

گھر کا بھیدی لنکا ڈہائے۔ یونانی ملک کے چپہ چپہ اور مسلمانوں کی ہر تدبیر سے اچھی طرح واقف تھے۔ مینوئل کے پہونچتے ہی ایک خونریز جنگ شروع ہوئی عبداللہ نے ہر چند شجاعت سے کام لیا مگر مینوئل کی زبردست طاقت کے سامنے ایک پیش نہ گئی اور دشمن قتل عام کرتا ہوا شہر میں داخل ہو گیا،

اب مسلمانوں کو بھی معلوم ہوا کہ نفاق باہمی کتنی طاقت رکھتا ہے اس شکست نے یہ بھی ثابت کر دیا کہ حکومت کے واسطے شخصیت نہیں کچھ تجربہ کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ عمرو عاص جو علیحدہ کر دیے گئے تھے از سر نو حاکم مقرر کیے گئے۔ اور یہ جری ایک مختصر لشکر کے ساتھ مصر پر حملہ آور ہوا۔

مینوئل اچھی طرح اپنا تسلط جما چکا تھا علاوہ اسکے اپنے لشکر کے یونانیوں کا پورا گروہ اسکے ساتھ تھا اور شہر کی آبادی بھی ہم نوا عمرو عاص نے آتے ہی مینوئل اپنی مسلح جماعت ہمراہ لیکر باہر نکلا مگر یونانیوں نے یقین دلایا کہ صرف ہماری حفاظت عمرو عاص کے مغلوب کرنے کو کافی ہے اسلیئے فوج اسوقت تک مقابلہ نہ کرے جب تک ہم مغلوب نہ ہو جائیں۔

مقابلہ ہوا مگر عمرو عاص قدیم تجربہ کار اور یونانی تدبیروں سے اچھی طرح آشنا تھے۔ یونانیوں نے شجاعت کے جوہر دکھانے میں کمی نہ کی اور نہایت دلیری سے حملہ روکا لیکن مسلمان تیر کی طرح اندر گھسنے لگے لڑائی کا یہ رنگ دیکھ کر مینوئل سٹ پٹا گیا اور اپنی پوری جمعیت لیکر یونانیوں کی کمک کو پہونچا۔ مسلمانوں کے دل بڑھے ہوئے تھے اور یونانیوں کی ہمت چھوٹ چکی تھی ہرچند مینوئل نے حوصلہ بڑھایا مگر یونانیوں کے قدم اکھڑ گئے اور پیچھے ہٹے ان کے ہٹتے ہی مینوئل کا لشکر بھی جی چھوڑ بیٹھا فوج کی یہ کیفیت دیکھ کر مینوئل اکیلا چنا کیا بھاڑ پھوڑتا دم دبا کر بھاگا اور ایسا غائب ہوا کہ پھر اسکی صورت میدان میں نہ دکھائی دی،

عمرو عاص فتح کے نعرے لگاتے اور خدا کا شکر ادا کرتے شہر میں داخل ہوئے۔

افسوس یہ ہے کہ اس قیامت خیز جنگ میں شہر کا قلعہ اور سنگین فصیل مسلمانوں کے حملے سے تاراج و برباد ہوگئی۔ اب باشندگان شہر نے بھی اسکے سوا کوئی صورت نہ دیکھی کہ عمرو عاص سے معافی کے طالب ہوئے اور آیندہ کے واسطے عہد کیا کہ اب بغاوت نہ کریں گے، عمرو عاص نے خونریزی کی ممانعت کردی۔ اور اس فتح کی یادگار ایک مسجد تعمیر کی جس کا نام ابتک مسجد رحمت چلا آتا ہے اور جو آج بھی ان مسلمانوں کی ہمت کا پتہ دے رہی ہے جنہوں نے اپنے خون گرا گرا کر اور جانیں لڑا لڑا کر اسلام کا بول بالا کیا،

مملکت کے رموز بادشاہ ہی خوب سمجھ سکتے ہیں۔ تاریخ نہیں بتاتی کہ کیوں مگر نہ معلوم کن مصلحتوں سے اس فتح کے چند ہی روز بعد عمرو حکومت مصر سے برطرف کئے گئے۔ اور عبداللہ دوبارہ عامل مقرر ہو گئے،

یہ وقت تھا کہ عبداللہ کا کوئی لمحہ ایسا نہ جاتا تھا کہ وہ اسلام کی کسی نمایاں [illegible] مستغرق نہ رہتے ہوں۔ وہ اچھی طرح سمجھ رہے تھے کہ [illegible] پورے [illegible] ادا نہ کر سکا۔ اور اب جب تک کوئی خاص کارنامہ نہ کر لوں

اس الزام کی تلافی نہیں ہوسکتی۔

شمالی افریقہ اور بحیرۂ روم آنکھ کے سامنے تھا اور شرک وکفر کی صدائیں ہوائیں گونجتی ہوئی سمند ناز عبد اللہ کے کانوں میں آرہی تھیں اسلئے یہ خواہش قصد کی حد کو پہونچی اور بالآخر قصد بھی مصمم ہوگیا کہ طرابلس میں کلمۂ توحید کی صدا بلند کروں +

(۳)

بارقہ کا مشہور منجم کارتھیسٹ جسکے دعاوی اور پیشین گوئیاں روز بروز اور لحظہ بلحظہ صداقت کے قریب پہونچ رہی تھیں۔ ایک افریقہ میں کیا دور دور مشہور ہوتا جارہا تھا عیسائی دنیا اسکی پرستش کر رہی تھی وہ نہ صرف آیندہ کی مفصل حالات بتارہا تھا بلکہ اسکا دعوی تھا کہ میرے تمام معتقد اپنی تکالیف ومصیبت سے باخبر ہوکر قبل از وقوع اسکا علاج کرسکتے ہیں اور آفات سے محفوظ رہینگے۔ اسکی زندگی تکلفات سے قطعاً علیحدہ تھی کنار دریا پر ایک بوسیدہ خانقاہ اسکا مسکن تھی جہاں وہ راہبوں کی سی زندگی بسر کرتا تھا۔ چیلوں کی تعداد ہزاروں سے زیادہ تھی اور شہرت وکامیابی ہر روز اس تعداد میں اضافہ کر رہی تھی۔ موت وزیست اکثر حالتوں میں اسکی فرمانبردار تھیں سخت سے سخت مرض میں اسکی توجہ یقینی صحت تھی۔ اور چلتے پھرتے اچھے بھلے آدمی پر ایک نظر عنایت کامل موت۔ حق یہ ہے کہ کارتھیسٹ خدائی کر رہا تھا۔ لوگ خدا کو بھول چکے تھے اور خدا کے تمام اختیارات کارتھیسٹ کے ہاتھ میں تھے۔ عرب خدائے واحد کا اور افریقہ کارتھیسٹ کا کلمہ پڑھ رہا تھا وہاں بت پرستی کے بدلے توحید آئی یہاں تثلیث میں انسانی خدائی شامل ہوئی۔ خدائی کا دعوی منہ کا نوالہ یا گڑیوں کا کھیل نہ تھا کارتھیسٹ غیر معمولی دماغ کا انسان تھا۔ زیادہ تر خاموش رہتا اور جب کوئی بات منہ سے نکلتی تو باون تولہ اور پاؤ رتی کی ہوتی مریدا سکے الفاظ پھولوں کی طرح گود میں لیتے اور وحی کی مانند سر آنکھوں پر رکھتے +

اسلام کا غلغلہ افریقہ میں پہونچ چکا تھا اور کارتھیسٹ اچھی طرح جانتا تھا کہ بہادران اسلام کی تلوار ایک روز یہاں چلیگی اسلیئے اسنے پہلے ہی سے اسلام کے برخلاف زہر اگلنا شروع کر دیا تھا اور علی الاعلان کہدیا تھا کہ پانچ سال کے اندر اندر مسلمانوں کا حملہ ہمپر ہوگا اور اگر ہم نے ابھی سے پیش بندی نہ کی تو ہم ان کے قبضہ میں پہونچینگے اور ہماری مقدس خانقاہیں تاراج و برباد ہونگی۔ کارتھیسی فرقہ میں قریب قریب تمام عیسائی شامل تھے۔ اس پیشین گوئی نے سب کو متحد کر دیا۔ ابھی مسلمانوں کے حملہ کا نشان و گمان بھی نہ تھا لیکن کارتھیسٹیوں نے زور شور کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ امیر البحر بریفر کارتھیسٹ کا معتقد خاص اور اس فرقہ کا خلیفہ تھا اور مسلمانوں سے اسکا تعصب اس درجہ بڑھ گیا تھا کہ نام سنکر دانت پیستا تھا کارتھیسٹ کی یہ پیشین گوئی کہ مسلمان عنقریب ہم پر حملہ کرنے والے ہیں آگ کی ایک چنگاری تھی جسنے دلوں میں حسد اور بغض کے ایسے شعلے بھڑکا دیئے تھے کہ ہر کارتھیسٹی ہر لمحہ اسی ادھیڑ بن میں مستغرق رہتا۔

بریفر کا بیڑہ تین کشتیوں کا تھا اور اب اسکی یہ کیفیت تھی کہ خواہ مخواہ ہر وقت سمندر کے چکر اس امید پر کاٹا کرتا کہ کوئی آتا جاتا مسافر ایسا مل جائے جو مسلمانوں کے حالات کا صحیح صحیح پتہ دے سکے۔ راتوں شہر پناہ کے آس پاس اپنے خبط میں ٹہلتا دنوں جنگل بیابان میں یہی سودا لیئے پھرتا اس خیال میں ایک اکیلا بریفر ہی گرفتار نہ تھا قریب قریب تمام فرقہ اسی چکر میں تھا۔ جبکا مذہبی حیثیت سے جس قدر تعلق تھا اتنی ہی اسلام کی طرف سے اسکو پریشانی تھی، یہ کارتھیسٹ کو بھی اچھی طرح یقین تھا کہ جس قوم نے ایران و عراق تک کا تختہ دنوں میں خاتمہ کر دیا وہ طرابلس کو کیا چھوڑنے والی ہے اور جن بہادروں نے بحر [illegible] اور [illegible] دجلہ جیسے دریا کو بغیر پل اور کشتیوں کے [illegible] کی کیا پرواہ کرسکتے اور [illegible] ساتھ اسکو یہ بھی تھا کہ اسلام جسنے اپنے رسول کو معمولی انسان سمجھا میری فوقیت کو کب

تسلیم کرنے والا ہے۔ میں تو واجب القتل ٹھیرونگا۔ میری خیر تو اسی میں ہے کہ اسلام کو پہنپا پھلنے نہ دوں۔ یہی اندیشہ اور کھٹکا تھا جسکی وجہ سے کارتھیسٹ نے پہلے ہی سے تمام انتظام کر لیے تھے۔ گریگوری جسکے ہاتھ میں اسوقت مملکت کی باگ تھی راہب کی پیشین گوئی سنکر لرز چکا تھا اور دن رات اہتمام و انصرام میں مصروف تھا آس پاس کے تمام عیسائی رؤسا کے نام احکام جاری ہو چکے تھے کہ مسلمان عنقریب ہمپر حملہ کرنے والے ہیں تیار ہو اور خدا کے گھروں کو ظالموں سے بچاؤ +

(۴)

صبح صادق کا سہانا وقت تھا ٹھنڈی ہوا کے جھوکے چلکر سمندر کی لہریں پڑھکر پرندوں کے نغمے گونج کر فنا کا درس دے رہے تھے۔ لیکن کارتھیسٹی گروہ حیات انسانی کے انجام اور اطمینان قلب کے نتیجہ موت اور انقلاب کو فراموش کیے نفس پروری میں مصروف تھا خانقاہ جہاں کا ہر ذرہ خدا کی یاد دلاتا تھا جہاں معبود حقیقی کی عبادت ہوتی شراب کی بھٹی تو نہیں شراب خانہ ضرور تھا رات دن دور چلتے اور جا بجا حسین عورتوں کے جمگھٹ دوشیزہ لڑکیوں کا گروہ عبادت کے خیال سے آتا اور عیش و عشرت میں مصروف ہوتا۔ امرا میں کسی کی ہستی غربا میں کسی کی مجال اور بہادروں میں کسی کی طاقت نہ تھی کہ کارتھیسٹ کے مقررہ اصول و قواعد کے خلاف لب کشائی کر سکتا۔ اندیشہ تھا کہ بربادی اور احتمال تھا کہ تاراج نہ ہو جائے۔ شام کے وقت غروب آفتاب سے قبل پیشین گوئیاں صادر ہوتیں اور خدا معلوم تجربہ تھا یا اتفاق اور عقیدت تھی یا ملی بھگت کہ کبھی بھولکر بھی سننے میں نہ آتا کہ کوئی پیشین گوئی غلط ہوئی۔ غالبا بڑی وجہ یہ تھی کہ کارتھیسٹ بڈھا آدمی معاملات سے اچھی طرح باخبر اور واقعات سے پوری طرح آشنا تھا۔ کہتا وہ جو دلکو لگتی تھی۔ اور بتاتا تھا وہ جسکے ہونے کا یقین کامل ہوتا تھا۔

صبح کے وقت ادھر آفتاب نے اپنا جھنڈا بحیرہ روم کی لہروں میں

گاڑا ادھر بریفر اور سفیریہ دونو باپ بیٹیاں خانقاہ میں داخل ہوئے۔ کارتھیسٹ کے قدموں کو بوسہ دیا خداوند کے مجسمہ کی پرستش کی اور دونو دوزانو ہوکر راہب کے سامنے ہو بیٹھے۔

کارتھیسٹ۔ کیوں بریفر کیا حال ہے؟

بریفر۔ اقبال خداوندی سے بیڑہ بالکل تیار ہے ہروقت تلاش ہے کہ کسی طرح مکا۔ مسلمانوں کی صورت دکھائی دے اور تاراج کریں۔

کارتھیسٹ۔ مگر ان ڈاکوؤں میں ہمت غضب کی ہے۔

بریفر۔ وہ ہمت ہمارے سامنے کام نہیں آسکتی ہمارا ایک اُن سو پر بھاری ہے

کارتھیسٹ۔ امید تو یہی ہے۔ مگر ہم کو معلوم ہے کہ بغیر ہماری دعا کے تمہاری کامیابی مشکل ہے۔

بریفر۔ یہ تو ہمارا پہلے ہی یقین ہے بھلا بلا آپکی مدد کے کون کامیاب ہوسکتا ہے۔

کارتھیسٹ۔ اچھا پورٹ کا کیا رہا۔

بریفر۔ کیا عرض کروں وہ بُری طرح پیچھے پڑا ہے اور ایک وہ کیا دن رات ایسے ہی لوگوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ سفیریہ کی کیفیت یہ ہے کہ وہ کسی کی طرف آنکھ اٹھاکر بھی نہیں دیکھتی۔ اب میں خود حیران و پریشان ہوں جو کچھ آپ فرمائے وہ تعمیل کروں۔ یہ بھی حاضر ہے۔

کارتھیسٹ۔ یہ شادی کا معاملہ ہے تم اور یہ دونوں بہتر سمجھ سکتے ہو بلکہ اسکی اپنی رائے پر چھوڑ دو مشورہ میں میں بھی شریک ہو جاؤنگا۔ لیکن صرف تم لوگوں کی رائے سے اتفاق کرلونگا اور بس۔

بریفر۔ مگر مقدس پاپا جب تک آپ یہ نہ فرمائینگے کہ یہ تعلق خوشگوار ہوگا [illegible]ت تک نہ یہ لونڈی رضامند ہوگی نہ میں غلام۔

سفیریہ۔ لیکن ابھی تو اسکی کچھ ایسی جلدی ضرورت بھی نہیں ہے سب سے پہلے تو اس مصیبت

ٹالنا ہے جو کم بخت مسلمانوں کی طرف سے آنے والی ہے مقدس پاپا کا فرمان اٹل ہے پریشان وہ ناہنجار ضرور کرینگے۔ انھوں نے جو جا فتیں ڈھائی ہیں خدا دشمن کو نہ دکھائے۔

کارتھیسٹ۔ شاباش شاباش ہونہار لڑکی شاباش بیشک وطن کی محبت یہی معنی رکھتی ہے میری رائے میں بھی یہ شادی اسوقت تک ملتوی رہے اور جب تک ہم دغاباز مسلمانوں کا اچھی طرح سے نہ کچل دیں ہم کو کسی خوشی کی طرف توجہ نہ کرنی چاہیئے۔

برلیفسر۔ مگر مقدس پاپا اس کا کیا علاج کہ مملکت کا ہر متنفس ہماری جان کا دشمن ہوا جاتا ہے اور تو اور خود گریگوری اس لونڈی کا خواہشمند ہے اب ہماری عقل کام نہیں کرتی کہ ہم کیا کریں ہم رعیت ضرور ہیں مگر اسکے کیا معنی ہیں کہ گریگوری زبردستی رعیت کی بہو بیٹیوں کو چھین لے۔

کارتھیسٹ۔ کیا کہتے ہو؟ گریگوری! کیا سچ کہتے ہو؟

برلیفسر۔ مقدس پاپا کس کی مجال ہے کہ ایک حرف بھی خلاف واقعہ آپکے سامنے زبان سے نکال سکے اول تو گریگوری کے متعلق دوسرے آپکے سامنے تیسرے اس نازک حالت میں میری کیا ہستی ہے کہ غلط کہوں گریگوری ایک مرتبہ نہیں دو مرتبہ آچکا ہے اور اسی ہفتہ میں۔

کارتھیسٹ۔ اس نے تمہارے سامنے زبان سے اس قسم کی درخواست کی۔

برلیفسر۔ دو دو مرتبہ اور نہایت سختی سے۔

کارتھیسٹ۔ اچھا! مگر نہایت تعجب کی بات ہے اسوقت گریگوری کو سلطنت کا فکر ضروری تھا نہ کہ حسن پرستی کا۔

برلیفسر۔ ایک گریگوری کیا ہمارے واسطے تو ہر شخص گریگوری بنا ہوا ہے وزرا بھی سوانگ ہیں۔ مقدس پاپا اگر منظور کریں تو یہ بہتر ہوگا کہ میں اعلان کردوں کہ جب تک ہم مسلمانوں سے فارغ نہ ہوجائیں اسوقت تک مقدس پاپا نے سفر

ملتوی کردی ہے۔

کارتھیسٹ۔ اچھی بات ہے مگر بہتر یہ ہوگا کہ تم اسکو یہیں خانقاہ میں چھوڑ دو،

بریفہ۔ تو کیا میں اسکے سہیلیوں میں داخل ہونے کا اعلان کردوں۔

کارتھیسٹ۔ نہیں کسی لڑکی کو اسکی مرضی کے خلاف قربانگاہ میں داخل کرنے کی ضرورت نہیں،

سفیریہ۔ مقدس باپ مجھے مطلق عذر نہیں اگر حکم ہو۔

کارتھیسٹ۔ نہیں تجھے دنیا میں بہت کچھ کرنا ہے اور خداوند کے حضور میں بہت سرخرو حاضر ہونا ہے،

سفیریہ۔ شکر شکر،

بریفہ۔ کرم کرم کرم،

کارتھیسٹ۔ اچھا بریف تم جاؤ اور اعلان کردو۔ کہ سفیریہ خانقاہ میں داخل ہوگئی،

بریفہ۔ بہت خوب مقدس پاپا بہت خوب،

کارتھیسٹ۔ بہتر ہوگا کہ تم اپنے سامنے اسکے کپڑے تبدیل کردو اور یاد رکھو اسکے نازک ہاتھ ایک ایسے مسلمان کی گردن تن سے جدا کرینگے جو اپنی قوم میں سب سے ممتاز ہوگا اور وہی قتل مسلمانوں کی شکست اور تمہاری فتح کا سبب ہوگا۔

بریفہ۔ شکر شکر۔

سفیریہ۔ کرم کرم کرم،

(۵)

گریگوری والی طرابلس کا دربار گرم ہے فوج کے مشہور جری جنگی سپہ سالاروں سے انجمن ٹھیک۔ ہاں ہے تلواروں کے قبضوں پر ہاتھ رکھے خاموش بیٹھے ہیں چہرے غصہ سے سرخ اور آنکھیں خون کبوتر بنی ہوئی ہیں۔ دفعۃً گریگوری نے

دانت پیسکر سپہ سالار کی طرف دیکھا اور کہا۔

"جب تک ہمارے سر پر مقدس باپ کا سایہ موجود ہے جب تک ہم ابلیس کی خبیث کے مبارک قدموں کو بوسہ دے رہا ہے کس کی مجال ہے کہ ہماری طرف آنکھ اٹھاکر دیکھ لے آج حضور کی بدولت ہم میں وہ طاقت ہے کہ مسلمان کیا اگر تمام دنیا متفق ہو کر مقابلہ کو آئے تو تباہ و برباد کر دیں۔ تم نے کل شام کو قدمبوسی کا فخر حاصل کیا؟

سپہ سالار۔ میں آدھی رات کے وقت باریاب ہوا تھا مسکرا کر فرمایا متفکر نہ ہو مسلمانوں کی موت ان کو کھینچ کر لا رہی ہے۔ ان کے سپہ سالار کی گردن اس مہ جبین کے نازک ہاتھ تن سے جدا کرینگے۔

گریگوری۔ مہ جبین کون؟

سپہ سالار۔ بریفر کی لڑکی سفیریہ؟

گریگوری۔ کیا یہ الفاظ تم نے اپنے کان سے سنے۔

سپہ سالار۔ ہاں خود مجھے ارشاد ہوا ہے۔

گریگوری۔ مگر وہ اس وقت وہاں کس طرح پہونچی۔

سپہ سالار۔ آپ کو معلوم نہیں کہ وہ سہیلیوں میں داخل ہو گئی اور اعلان ہو گیا کہ جبتک ہم مسلمانوں کا سر نہ کچل دیں سفیریہ کی شادی ملتوی رہیگی۔

گریگوری۔ یہ تو کچھ نہ ہوا بریفر نے مجھسے وعدہ کیا تھا کہ اس مہینہ میں وہ قصر شاہی میں داخل کر دی جائے گی۔

سپہ سالار۔ مگر مقدس پاپا کے ارشاد کے خلاف بریفر سفیریہ کس طرح کچھ کر سکتے تھے۔

گریگوری۔ تو کیا یہ تجویز پاپا کی ہے۔

سپہ سالار۔ ہاں میں نے تو یہی سنا ہے اور غالباً اسی وجہ سے کہ پورٹ نے دونو باپ بیٹیوں کو بہت پریشان کر رکھا ہے۔

گریگوری۔ پورٹ اپنی شرارت سے باز نہیں آتا اس سے کہہ دیا کہ سفیریہ کا سودائے خام دماغ سے نکالدے اور اپنی اصلیت پر غور کرے وہ آج بریفر کی لڑکی سہی مگر کل اس کو طرابلس کا مالک بننا ہے وہ معمولی لڑکی نہیں اس سلطنت کی ملکہ ہے۔

بہتر یہ ہوگا کہ میں اس معاملہ کو پاپا پر ظاہر کردوں اور انکی اجازت حاصل کرلوں

سپہ سالار۔ مگر سب سے پہلے تو ان مکار مسلمانوں کو ختم کرنا ہے جنہوں نے ہر وقت پریشان کر رکھا ہے۔ ان سے فارغ ہونے کے بعد پھر اور کارروائی ہوسکتی ہے۔

گریگوری۔ مگر احتیاطاً پاپا کے کان میں ڈالدینے کا کیا مضائقہ ہے۔

سپہ سالار۔ کچھ ہرج نہیں۔

گریگوری۔ اور ہاں اس مسلمان کا کیا ہوا۔

سپہ سالار۔ عجب سخت جان آدمی معلوم ہوتا ہے۔ ہر قسم کی سزا دی جاچکی کوڑے لگے قید رہا بھوکا مرا پیاسا رہا مگر اپنے عقائد سے باز نہیں آتا۔

گریگوری۔ جان سے مار ڈالنا چاہیئے۔

سپہ سالار۔ وہ بے حیا تو اسکے واسطے تیار ہے لیکن ضرورت یہ ہے کہ وہ زندہ رہے اور دوسروں کے واسطے عبرت ہو۔

گریگوری۔ ہر قسم کی سزا بھگت رہا ہے اور پاپائے مقدس پر ایمان نہیں لاتا لیکن تعجب یہ ہے کہ ہمارے ہاں تو صداقت کے کھلے ہوئے ثبوت موجود ہیں پاپا کا ارشاد آجتک غلط نہیں ہوا۔ پہاڑ اپنی جگہ سے سرک جائے لیکن انکی پیشین گوئی نہیں ٹل سکتی۔ یہ سب کچھ وہ اپنی آنکھ سے دیکھ اور کان سے سن رہا ہے لیکن پھر بھی راہ راست پر نہیں آتا۔

سپہ سالار۔ یہی نہیں غضب یہ ہے کہ جب اس گمراہ کے سامنے مقدس کارتھیسٹ کا نام آتا ہے تو نہایت گستاخانہ الفاظ استعمال کرتا ہے آج شاید تیسرا دن ہے کہ ہمارے سامنے اس نے ایک ایسی بات کہی کہ میں زبان سے بیان نہیں کرسکتا۔ خانقاہ

سے تین میل فاصلہ پر جنوب کی طرف قوم فلورس کے لوگ بہت پریشان تھے اور اندیشہ تھا کہ سمندر کی لہریں تمام آبادی کا خاتمہ کردینگی۔ خلقت مقدس پاپا کے حضور میں حاضر ہوئی شام کے وقت حکم ہوا کہ گاؤں محفوظ رہے گا۔ رات کو پانی اتر گیا اور سب مطمئن ہوگئے اس بے ایمان سیاہ رو نے سُنا تو زور سے قہقہہ لگایا اور واہی تباہی بکتا رہا مجھ کو غصہ آیا اور جب اسکے منہ سے وہ لفظ سُنا جس کا ادا کرنا یقیناً کفر ہے تو ایک لات اس زور سے منہ پر ماری کہ چکرا کر گر پڑا۔ مگر بے حمیت ہشیار ہوا تو پھر وہی اسلام کی رٹ تھی۔

گریگوری۔ تم نے اسکو کبھی پاپا کے حضور میں پیش کیا۔

سپہ سالار۔ نہیں مشتاق تو وہ بھی ہے مگر میں مناسب نہیں سمجھتا زبان دراز آدمی ہے ایسا نہ ہو کوئی گستاخی کر بیٹھے۔

گریگوری۔ اگر وہاں ایسا کیا تو اپنے کئے کی سزا پائے گا۔ فوراً زبان حلق سے نکالدینا۔

سپہ سالار بہت اچھا جسوقت حکم ہو۔

گریگوری۔ پاپا کا ارشاد کیا تھا۔

سپہ سالار۔ اسکی اس دیوانگی کی کیفیت سنکر فرمایا تھا ہم بھی اسکو دیکھیں گے کہ مسلمان کیسے ہوتے ہیں۔

گریگوری۔ بس تو ابھی لے کر چلو۔

(۶)

میں تیری آئندہ زندگی سے اچھی طرح واقف ہوں ابتدا میں دنیا کی کچھ فانی تکلیفیں ضرور تجھ کو ستائینگی۔ دولت جسپر بیوقوف انسان جان دیتا ہے حکومت جسکے واسطے کتے کی طرح لڑتا ہے تیرے پاس ابھی نہ ہو لیکن ابدی راحت کے خزانہ تیرے واسطے کھلے ہوئے ہیں اور تو اس دولت کی مالک ہے جسکو کبھی زوال نہیں میں یہ بھی کہہ دیتا ہوں کہ چونکہ تو انسان ہے اور ابھی دنیا کی خواہشیں تیرے پیچھے لپٹی ہوئی ہیں اسلئے

تو اس اعزاز سے بھی محروم نہ رہیگی،

کارتھیسٹ

لیکن مقدس باپ میں آپکے اس ارشاد کا مطلب نہ سمجھہ سکی کہ اگر شوہر کی خواہش ہے تو کارتھیسٹ کو اپنا شوہر خیال کر آپ میرے باپ ہیں مقدس راہب آپ تیرے رہنما ہیں میں آپ کی لڑکی ہوں لونڈی ہوں اگر یہ حکم ہے کہ تنہائی میں چلکر رات بھر پاؤں دباؤں تو مجھے عذر نہیں۔ چلئے آپ آرام فرمایئے میں حاضر ہوں مگر اس ایک فقرہ سے میرے دل میں ہزاروں وہم آرہے ہیں۔

سفیریہ

بجلی کی روشنی یا کافوری شمع نہیں ایک معمولی مٹی کا چراغ خانقاہ میں جل رہا تھا، بڑھے کارتھیسٹ کے جواب میں سفیریہ جو خاموش اس طرح کھڑی تھی کہ چاند کی روشنی روشندان سے چھن چھن کر اسکے رخ روشن کے بوسے لے رہی تھی جب یہ الفاظ ادا کرچکی تو راہب اٹھ کھڑا ہوا اس نے شوق کے ہاتھ آگے بڑھا کر سفیریہ کے گلے میں ڈالدیئے اور کہا۔

مجھ کو جس حور کی دنیا میں ملنے کی خوشخبری خداوند نے دی مبارک ہو کہ وہ تو ہے تو انسانی صورت میں آسمانی حور ہے جو میری خدمت کے واسطے بھیجی گئی ہے لیکن یاد رکھ اگر اسکا چرچا اشارۃً بھی کسی کان تک پہنچگیا تو جلکر خاک ہوجائیگی۔

سفیریہ اب تک خاموش کھڑی تھی مگر سفید ریش ہاتھ گردن میں پہونچکر اسکو پریشانی میں ڈال رہے تھے کبھی حسن عقیدت مجبور کرتا تھا کہ ان ہاتھوں کو سر آنکھوں پر رکھ لوں، اور کبھی انسانیت ترغیب دیتی تھی کہ جھٹک کر الگ کھڑی ہوجاؤں کچھہ دیر تامل کے بعد اسنے کارتھیسٹ کی طرف دیکھا اور کہا۔

میرے مقدس باپ مجھسے زیادہ خوش نصیب لڑکی کون ہوگی جسکے سپرد

ایسی مبارک خدمت کی جائے۔ بزرگ آقا میں ہر قسم کی خدمت کے واسطے تیار ہوں لیکن ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

کارتھیسٹ ۔ لیکن کیا؟

سفیریہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

کارتھیسٹ ۔ بول بول بولتی کیوں نہیں

کارتھیسٹ ۔ اب کیوں خاموش ہے تجھے معلوم ہے میں کون ہوں تو جانتی ہے مجھ میں کیا طاقت ہے۔ کیا میں دلوں کے حال نہیں جانتا کیا میں آیندہ کے واقعات سے واقف نہیں کیا میں خداوند کی طاقت میں برابر کا شریک نہیں کیا تو چاہتی ہے کہ اسی وقت جلکر خاک سیاہ ہوجائے کیا تیری خواہش ہے کہ جہاں تو کھڑی ہے یہیں زمین پھٹ جائے اور تو سما جائے۔

کارتھیسٹ کی آنکھ سے شعلے اور منہ سے جھاگ جاری تھے وہ غضب آلود نگاہوں سے سفیریہ کو گھور رہا تھا سفیریہ کھڑی تھر تھر کانپ رہی تھی بدن میں رعشہ تھا کہ کارتھیسٹ نے ایک ہاتھ اٹھا کر کہا:۔

تیرے دل میں ہماری طرف سے ناپاک وسواس پیدا ہوئے اسکی سزا ملنی ضرور ہے۔ سنبھل سنبھل سنبھل،

دیوار سے ایک خوفناک شعلہ بلند ہوا جسنے سفیریہ کو موت کا یقین دلادیا وہ گھبرا کر یہ کہتی ہوئی گری۔

اے مقدس راہب رحم۔ اے خداوند رحم قصور خطا غلطی رحم رحم خداوند رحم

کارتھیسٹ ۔ بدنصیب ہٹ ہٹ جا دور ہو جا شیطان کی امت غارت ہو جا،

سفیریہ قدموں میں پڑی ہوئی تھی اور اسی طرح گڑگڑا رہی تھی۔ شعلے تھم تھم کر اور رک رک کر دیوار سے نکل رہے اور اپنی خوفناک صورتیں دکھا کر بھولی لڑکی کا

دل دہلا رہے تھے کہ خانقاہ میں قدموں کی آہٹ معلوم ہوئی اور کچھ آدمی باتیں کرتے ہوئے کمرہ کی پشت کے پاس پہنچے،

اس آواز اور اس واقعہ نے مقدس راہب کی تمام توقعات کا خاتمہ کر دیا وہ فوراً ایک کھڑکی کے پاس پہونچا جھانک کر دیکھا تو گریگوری دو آدمیوں کو لیئے چلا آرہا ہے۔

کارتھیسٹ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا اس نے پاؤں کی ٹھوکر سے سفیریہ کا سر اٹھایا اور کہا گریگوری قدمبوسی کو حاضر ہوا ہے میں جب تک اس سے فارغ ہوں تو یہیں پڑی رہ اور اپنی تقدیر کو رو۔

سفیریہ۔ اے مقدس راہب یہ دوزخ کے شعلے مجھ کو جلا کر خاک سیاہ کر دینگے۔

کارتھیسٹ۔ جان اگر عزیز ہے تو پہلے سے خیال نہ کیا اس قدر شیطان کا اثر کہ ہمارے متعلق ایسا وہم یہ وسوسہ بھگت مرمر۔

سفیریہ ہاتھ جوڑے سامنے کھڑی تھی قدموں میں گری اور رو کر کہا:۔

خطا خطا قصور قصور رحم رحم خداوند رحم،

کارتھیسٹ۔ کیوں غلط خواہش کرتی اور ناممکن بات کہتی ہے۔ ضرورت ہے کہ تجھ جیسی ناہنجار لڑکی کو جس نے ہمارے ذات کے متعلق ایسا رکیک خیال کیا یہ خدائی غضب بسمار کر دے۔ مجرم کو سزا نہ دینی ظلم ہے تیرا قصور ایسا خفیف نہیں کہ معاف کر دیا جائے۔

سفیریہ۔ پاپا ناتجربہ کار تھی ناواقف تھی غلطی ہو گئی عہد کرتی ہوں کہ آئندہ قسم کھاتی ہوں کہ اب ایسی غلطی نہ ہو گی،

ایک شعلہ دیوار سے اور بھڑکا اور سفیریہ دوڑ کر کارتھیسٹ کو یہ کہتی ہوئی لپٹی:۔

اے پاپا رحم رحم رحم رحم

(۷)

سرڈینیا کارتھیج موریٹانیہ وغیرہ جو آجکل بارقہ طرابلس اور ٹیونس کے نام سے مشہور ہیں شرک کا مخزن ہیں جس طرح عرب کی سرزمین پر ہر خاندان کا ایک جداگانہ بت تھا اسی طرح یہاں ایک راہب خدائی میں شریک ہے جسکی پرستش زور شور سے اور دھوم دھام ہوتی ہے راہبوں کے باہمی اختلاف کبھی کبھی معتقدین میں کچھ مناقشے پیدا کر دیتے ہیں لیکن راہب کی وقعت ہر دل میں اس درجہ گھر کر چکی ہے کہ کسی راہب کے سامنے لب کشائی کرنا دیدہ و دانستہ موت کے منہ میں جانا ہے اس خیال سے ہر راہب کی کوششیں قابل داد ہیں کہ وہ دوسرے کی تعظیم کو اپنی تضحیک سمجھ کر ایسا موقعہ آنے ہی نہ دیتا کہ اسکے کے معتقد اسکے برخلاف ہوں۔ چودھویں صدی ہجری کے مسلمان عموماً بالخصوص وہ بزرگ جنکی دھڑے بندیوں نے اسلام کا شیرازہ ہندوستان میں ایسا منتشر کر دیا کہ بیسیوں فریق اور سب ایک دوسرے کی جان کے دشمن اگر ان راہبوں کی کوششوں پر غور کرتے تو پتہ چلتا کہ وہاں اتحاد نے فریب کو حقیقت اور یہاں خود غرضی نے حقیقت کو بے اصل بنا دیا طرابلس کارتھیسٹ جیسے راہب کے زیر نگیں تھا اور گو کارتھیسٹ معتقد اپنے راہب کے سوا کسی دوسرے شہر کے راہب سے واسطہ نہ رکھتے تھے لیکن کارتھیسٹ کو اچھی طرح یقین تھا کہ اگر ضرورت ہوئی تو ٹیونس اور الجیریہ کیا افریقہ کا بچہ بچہ طرابلس پر قربان ہو جائے گا۔

مسلمانوں کے حملہ کے واسطے پہلا شہر طرابلس ہی تھا اور اسلئے گریگوری اور کارتھیسٹ دونو متیقن تھے کہ صبح شام مسلمان حملہ کرنے والے ہیں لیکن کارتھیسٹ کی اس پیشین گوئی سے کہ مسلمان ناکام جائینگے اور فتح ہماری ہوگی ہر شخص حملہ کی خوشیاں منا رہا تھا۔

مصر کی جامع مسلمانی سے اذان مغرب کی آواز بلند ہوئی اور مسلمانوں کا جم غفیر خدائے واحد کے حضور میں سر جھکانے کے واسطے حاضر ہوا۔ سعد بن جبیر نے اس درد سے کلام اللہ کی تلاوت کی کہ ہر لفظ کلیجوں کے ٹکڑے اڑا رہا تھا فراغت نماز کے بعد عبداللہ بن سعد عامل مصر خاموش صحن مسجد میں ٹہل رہے تھے کہ ایک یہودی حاضر خدمت ہوا اور کہا :-

اسلام کی جو وقعت و عظمت میرے دل میں ہے اس کا اندازہ صرف اس سے ہو سکتا ہے کہ میں عنقریب کلمۂ توحید سے مالا مال ہونے والا ہوں مگر جب سے میں نے یہ سنا ہے کہ آپ عنقریب شمالی افریقہ پر حملہ کرنے والے ہیں اسوقت سے میرے خیالات میں کچھ تغیر پیدا ہو رہا ہے میرا خیال تھا کہ مسلمان محض اپنی صداقت سے کلمۂ توحید دوسروں تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ اور ان کا مقصد اسکے سوا کچھ نہیں کہ بندگانِ خدا خدائے برتر کی عظمت کو پہچان لیں۔ میرا عقیدہ تھا اور میں سمجھتا تھا کہ ان کو مال و متاع سلطنت و حکومت اور جاہ و حشم کی خواہش نہیں لیکن ان متواتر فتوحات نے میری نیت ڈانوا ڈول کر دی اور جب سے یہ سنا ہے کہ آپ شمالی افریقہ کی مہم پر روانہ ہوتے ہیں اسوقت سے میرا قصد اور بھی متزلزل ہو رہا ہے کیا وہ مذہب جسکی اشاعت میں ہزارہا بندگان خدا کی جانیں ضائع ہوں میدان کارزار گرم ہوں اور نیک و بد انسانوں کے خون بہیں سچا مذہب کہلایا جا سکتا ہے۔

عبداللہ بن سعد۔ تم کو شاید یہ معلوم نہیں کہ ہمارے واسطے ہماری کتاب مقدس فیصلہ کر چکی ہے کہ مذہب میں زبردستی نہ کرو ہم ہرگز کسی کو بالجبر مسلمان بنانا نہیں چاہتے اور نہ تلوار کے زور سے ہم نے مذہب اسلام کی اشاعت کی ہم جہاں گئے اور جاتے ہیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں جس نے قبول کیا وہ ہمارا بھائی ہے جس نے

انکار کیا وہ جزیہ دیکر ہماری حمایت میں بھائی سے کم نہیں ہیں دیکھ رہا ہوں کہ شمالی افریقہ کا چپہ چپہ اور کونہ کونہ شرک اور کفر میں اٹا ہوا ہے ظلمت کی گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں اور خدائے واحد کا نام بھولکر بھی نہیں لیتا صدیاں اسی طرح گذر گئیں اور گذر رہی ہیں ہم ہرگز ہرگز تلوار اسوقت تک میان سے باہر نہ نکالیں گے جب تک ان کو اسلام کی دعوت دے کر معاملہ طے نہ کرلیں یہ ان کا کام ہے کہ اپنے ملک کو خونریزی سے بچائیں اگر ہم اپنی کوشش میں ناکام اور اسلام کو دین برحق نہ ثابت کر سکیں تو وہ جزیہ دے کر لڑائی ختم کردیں ان حالات میں خونریزی کا بار ان کے ذمہ ہوگا نہ کہ ہمارے۔

اسوقت تک ہماری جس قدر فتوحات ہوئیں وہ سب کی آنکھوں کے سامنے ہیں اور ہر شخص نے دیکھ لیا کہ اسلام کہیں اور کسی جگہ تلوار کے زور سے نہیں پھیلا بھلا تم بھی کیا بچوں کی سی باتیں کرتے ہو خلیفہ اول اور دوئم کیا تلوار کے زور سے اسلام قبول کرنے والے لوگ تھے۔ خاک عرب سے پیدا ہونے والے وہ جری جنکی تلواروں سے خون ٹپکتا تھا کس طرح اسلام کے آگے گردنیں جھکا بیٹھے یہ صرف مذہب برحق کی صداقت تھی میں تم کو مجبور نہیں کرتا کہ تم اسلام قبول کرو لیکن بندۂ خدا اسلام کو بدنام نہ کرو۔

کیا رسول اکرمؐ کی مبارک زندگی میں ایک واقعہ بھی ایسا گزرا ہے کہ کسی نے بالجبر اسلام قبول کیا ہو خلیفہ اول اور دوئم کے زرین عہد ابھی کل کی بات ہے اور ہماری تمہاری آنکھوں کے سامنے ہیں لیکن ہے کوئی ایماندار جو کہدے کہ کسی ایک متنفس بھی خوف سے ایمان لایا ہو کیا وہ تمام ممالک جو فتح ہوئے وہ سب گاؤں قریہ اور شہر جہاں آج اسلام کا ڈنکا بج رہا ہے مسلمان ہیں نہیں ہیں ہرگز نہیں ہر مذہب کے لوگ موجود ہیں اور آزادانہ اپنے فرائض مذہبی ادا کر رہے ہیں کیا دمشق کی جامع امیہ میرے دعوے کا ثبوت نہیں اگر ایمان سے کام لو اور صداقت کو ہاتھ سے نہ دو تو جامع امیہ کے مینار اور اسکے برابر گرجا کے کلس بآواز بلند بتا رہے ہیں کہ اسلام نے دوسرے مذاہب کے ساتھ وہ

نیک سلوک کیا جو اس سے پہلے کسی اور مذہب نے غیر مذہب کے ساتھ کیا اور نہ امید ہے
کہ آیندہ کبھی کرے۔ سرور عالم کا دور صدیق وفاروق کے عہد ایسی ایسی زرین یادگاریں ایسے
ایسے بے مثل کارنامے چھوڑ گئے ہیں کہ آنے والی دنیا ششدر و دنگ رہ جائے گی مقدمات
میں معاملات میں سچائی کے جو فیصلے یہ مبارک ہستیاں صادر کر گئیں صداقت آج تک
ان پر قربان ہوتی ہے اور قربان ہوگی۔ وہ ہم ہی ہیں کہ ہم نے ایمان کے مقابلہ میں
اپنے بھائی بند دل عزیز رشتہ دار دل کلیجہ کے ٹکڑوں اور آنکھوں کے تاروں کی پرواہ
نہ کی غیروں کے مقابلہ میں انکی تعلق پھاڑ ڈالی اور انصاف ہاتھ سے نہ دیا۔ ایک نہیں ہزار
مثالیں اور بے شمار واقعات ہیں کس کس کو گنواؤں میں ہی جانتا ہوں اور تم بھی اب
بھی اگر اسلام کو بدنام کرو تو تم جانو اور تمہارا ایمان۔ شمالی افریقہ کا حملہ حاشا وکلا
اس غرض سے نہیں ہے کہ ہم وہاں خواہ مخواہ خونریزی کریں اور لوٹ مار مچائیں سب سے
پہلے اسلام کی دعوت دینگے اور اتمام حجت کے بعد جو کچھ ہوگا وہ ہوگا۔ تم سیاح آدمی
ہو اور غالباً طرابلس گئے ہو تم کو معلوم ہے کہ کیسی قیامت برپا ہو رہی ہے کاہن تبت
ان کا خدا ہے اور اسکی چھوٹی بیٹیاں گویا فرمان الٰہی سے کم نہیں ہماری تلوار اسکی
خدائی کا فیصلہ کرے گی اور طرابلس والوں کو معلوم ہو جائے گا کہ کاہن تبت جس کو
وہ خدا سمجھ رہے ہیں ایک گنہگار بندہ اور جھوٹا مدعی ہے۔

(۵)

متوں بابا یہودی بیٹھا بٹھایا ایسے ہی جادوگروں کے پھندے میں پھنسکر
اپنا ایمان کھو بیٹھا اور مسلمان ہو گیا ہرچند اسکو سمجھایا ڈرایا دھمکایا مگر اب تک
الا اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھ رہا ہے اب اسکے واسطے جو حکم ہو تعمیل کی جائے قتل اسکی
کافی سزا نہیں ہو سکتی ضرورت ہے کہ زندہ رہے اور ایسی اذیتیں بھگتے کہ موت
کو لرزہ اسکو دور آتے ہر وقت آئے اور ہر لمحہ آئے۔

کارتھیسٹ۔ کیوں رے بیوقوف دیوانے ہماری قدرت کے کرشمے تو نے دیکھ لیے اب تیری موت اور زلیست میرے اختیار میں ہے اور گو مجھے معلوم ہے کہ کیا ہوگا لیکن ہمارا کام گنہ گار انسانوں پر رحمت بھیجنے کا ہے۔

(متفقہ آواز .... حق حق حق)

اسلیے تجکو سمجھاتے ہیں کہ اپنی حرکت سے باز آ غلطی پر نادم ہو اور توبہ کر۔

مسلمان۔ میں تیرے ڈھکوسلوں سے تجھسے تیرے اعمال سے تیری خدائی سے تیری پیشین گوئیوں سے اچھی طرح واقف ہوں۔ تو جھوٹا تیرے معتقد جھوٹے تو بیوقوف تیرا گروہ بے وقوف میں خوش نصیب تھا کہ تیرے پھندے سے نکلکر راہ راست پر آیا اور اس خدائے برتر کے حضور میں سر جھکایا جو حقیقی مالک اور سچا بادشاہ ہے

(خاموش گستاخ ناہنجار مکار بدمعاش ابھی زبان کاٹ دی جائے گی) یہ ایک متفقہ آواز تھی جو چاروں طرف سے گونج کر مسلمان کے کانوں میں پہونچی اور اسنے جواب دیا

زبان کا کٹنا جان کا نکلنا موت کا آنا یہ سب اذیت صداقت میں راحت ہے میں اس راستہ پر کھڑا ہوں جو صراط مستقیم کہلاتی ہے اور ہزاروں کوس دور ہوں اس گمراہی اور ضلالت سے جسمیں اب تک مبتلا رہ کر حقیقت کو نہ پہچان سکا۔

گریگوری۔ تو بدنصیب ہے کہ حقیقت کو دھوکا اور مکر کو اصلیت سمجھ رہا ہے لیکن عنقریب تیری آنکھیں تجھ کو بتا دینگی کہ واقعیت کیا تھی۔

مسلمان۔ آنکھیں بتا چکیں جو کچھ بتانا تھا اور دل نے دکھا دیا جو کچھ دکھانا ایک عرصہ تک تم دغا بازوں کے جھوٹے عقیدہ کا معتقد رہ کر مشرک رہا اب اصلیت کا پتہ لگ گیا اور دل وہ لطف لے رہا ہے جسکی برابری دنیا کی کوئی نعمت نہیں کر سکتی میں تم سب کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں اور توحید کی طرف بلاکر کہتا ہوں کہ یہ تمہارے تمام جھگڑے فانی ہیں اور پیشین گوئیاں محض ڈھکوسلے مستقبل کا علم کسی کو

ہوا نہ ہوگا۔ کارہتیسٹ مکار ہے اور تم گمراہ کہ اسکو خدائی کا شریک سمجھ رہے ہونگی کی ماہیت سمجھو اور موت کے معنی پر غور کرو یقین کرو اس خدائے واحد پر جسکی خدائی میں کوئی دوسرا شریک نہیں اور ایمان لاؤ اس پاک رسول پر جس نے توحید کا ڈنکا دور دور بجا دیا۔

مسلمان قید تھا اسکے ہاتھ پاؤں جکڑے ہوئے تھے اور ایک مسلح سپاہی کی حراست میں یہ تمام گفتگو کر رہا تھا کہ سپہ سالار نے اس زور سے ایک مکا اس کے کلّے پر مارا کہ منہ سے خون بہنے لگا اور کہا۔

کہدیا کہ زیادہ گستاخی نہ کر مگر ہماری خاموشی تیری اور ہمت بڑھا رہی ہے سمجھتا ہے کہ ہم دھوکے میں آگئے ہم اس جسم کی تکا بوٹی کر دینگے یہ ہمارا رحم ہے کہ ہم صبر سے کام لے رہے ہیں اور تجھ کو آخری مرتبہ سمجھاتے ہیں کہ آیندہ ہمارے سامنے یہ نام نہ لیجیو۔

مسلمان۔ اس نام پر میری جان میرا مال سب قربان اس نام میں روحانیت ہے اس نام میں لطف ہے اس نام میں دولت ہے نعمت ہے راحت ہے تم خود غور کرو واقعات سے ناواقف ہو اگر تحقیق کی آنکھوں سے دیکھو اور تلاش کے کانوں سے سنو گے تو معلوم ہو جائے گا کہ اس نام میں صداقت ہے اور خاک عرب سے وہ شخص پیدا ہوا جو بے مثل تھا اور بے مثل رہے گا

کارہتیسٹ۔ تیرا جو کچھ انجام ہوگا وہ ہم کو معلوم ہے مگر ہم پھر مہلت دیتے ہیں کہ غور کر۔

مسلمان۔ انجام تو جو کچھ ہوگا وہ تم کو کیا مجکو بھی معلوم ہے اور مجھ کو کیا ہر شخص کو معلوم ہے۔ اگر اسی کا نام عالم الغیب ہے اور تمہاری خدائی کا یہی ثبوت ہے تو میں بھی خدا تم بھی خدا اور ہر شخص خدا مگر نعوذ باللہ خدا اپنی جگہ ہے میں ان بے وقوفوں کی طرح

نہیں ہوں کہ تم پر ایمان لے آؤں حکم دیجئے میرے قتل کا اور پیشین گوئی کیجئے میری زندگی کی تاکہ میں بھی آپ کے خدا ہونے کا ثبوت دیکھوں ورنہ کہہ چکا کہ ایسے ایسے ڈھکوسلے بہت سے دیکھے عمر بھر دیکھے انمیں کچھ نہیں۔

کارھقیسٹ۔ کیا تو نے عمر بھر نہیں دیکھا کہ جو کچھ ہم نے کہا وہی ہوا اور ہم خدائی میں برابر کے شریک ہیں۔

He never become God. Very wrong

(بیشک بیشک۔ سچ سچ۔ خدا خدا کارھقیسٹ خدا) اس متفقہ آواز پر مسلمان نے ایک قہقہہ لگایا۔ اور اس قہقہے کے ساتھ ہی چاروں طرف سے اسکے اوپر مار پڑنے لگی اسکے منہ سے خون بہہ رہا تھا اور جسم کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جو زخمی نہ ہوا اسنے کارھقیسٹ کی طرف دیکھا اور کہا۔

تم خدا ہو اور اپنے بندوں کو رزق پہنچانا تمہارا کام تمکو معلوم ہے کہ آج چوتھا وقت ہے کہ اناج کا ایک دانہ اور پانی کا ایک قطرہ میرے حلق میں نہیں پہنچا میرے پاؤں لہولہان میرا جسم زخمی میرے ہاتھ پھوڑا تمہارے معتقدوں نے مارنے میں تکلیف دینے میں کسر نہیں کی اور میری آنکھوں کے سامنے میری بڑھیا ماکو تین شبانہ روز بھوکا پیاسا رکھ کر ذبح کر دیا۔ میری ان آنکھوں نے جو تمہاری خدائی کا تماشہ دیکھ رہی ہیں خون کے آنسو گرائے اور سنگدلوں سے التجا کی کہ اس بدنصیب ہستی کو جو صرف اسلئے ذبح ہوتی ہے کہ مجھ جیسا لڑکا اس کے پیٹ سے پیدا ہوا چند قطرے پانی کے پلا کر قتل کرو لیکن اے فرضی خدا تیرے بندوں نے اس مظلوم عورت کو جو بیگناہ تھی ترسا کر اور پھڑکا کر ذبح کر دیا۔ او کارھقیسٹ میرے دل کو چیر اور دیکھ میرے خون کا ہر قطرہ اس خدائے واحد کا شکر ادا کر رہا ہے جسکی راہ میں اور جسکے نام پر میری ما قربان ہوئی۔ اے شیطان صورت انسان ایک ما کیا ہزار مائیں ہوتیں تو یہ دل خالق الموجودات پر قربان کرتا اور ناز کرتا۔

ماکا قتل اور اپنے زخم سر آنکھوں پر یہ بھوک اور پیاس میرے آقا کی میراث ہے اے کارتھیسٹ جسپر میں ایمان لایا ہوں اسکی تمام عمر ان ہی فاقوں میں بسر ہوئی وہ انسان کامل وہ تھا جسنے فاقوں میں وہ کام کیے کہ آج لاکھوں دلوں پر اسکا مقدس نام راج کر رہا ہے۔

کارتھیسٹ۔ اچھا اسکو تین روز کی مہلت اور دو۔

(۱۰)

صبح کا نکلا ہوا آفتاب نصف منزل طے کرنے کے بعد منزل مقصود کی طرف ڈھلنا شروع ہوچکا تھا قیامت خیز گرمی نے ہر جاندار کی جان پر بنادی تھی شجر حجر گھانس پھونس کائنات کی ہر شے آگ میں جھلس رہی تھی خانقاہ کی دیواروں سے ہوکے تپے ہوئے شعلے بلند ہورہے تھے زمین آگ اُگل رہی تھی آسمان انگارے برسا رہا تھا اور کارتھیسٹی خانقاہ میں جہاں ہر طرف سناٹا طاری اور عالم سنسان تھا ایک مرد اور ایک عورت درخت کے نیچے خاموش کھڑے تھے پرند صحرائی ان کے سر پر بیٹھا بے ثباتی دنیا کے نعرے لگا رہا تھا مگر وہ تو عالم خیال میں اسدرجہ مستغرق تھے کہ کچھ ہوش نہ تھا دفعتہً عورت نے اپنی نیچی نگاہیں بلند کیں اور کہا:۔

موت سر پر آپہونچی یہ بھی خداوند کا کرم تھا کہ اسوقت جہان بخشی کردی ورنہ شعلے بھڑک بھڑک کر میرے نگلنے کو بڑھ رہے تھے خداوند کے صادق ہونے کا یقین میرا ایمان ہے شب و روز معجزے اور کرامتیں دیکھ رہی ہوں اور یہ بھی جانتی ہوں کہ مجھ سے زیادہ خوش نصیب انسان کون ہوگا جسکو یہ خدمت سپرد ہوئی۔ مقدس پاپا کی خدمت میری سعادت ہے مگر ضرورت تھی کہ آسمانی خدا نے جب مجھ کو حور کا درجہ عطا کیا تھا تو انسانی دل میرے پہلو سے نکالدیتا پاپا کیا کروں سب سمجھتی ہوں اور جانتی ہوں مگر دل ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

بریفر۔ میں ابتک یہ معمہ نہ سمجھ سکا کوئی شک نہیں کارتھیسٹ خدا کا فرشتہ ہے آخر ہم کو ہر آنے والی مصیبت سے پہلے اطلاع دیدی اور ہم کو ہر قسم کی تکلیف سے محفوظ رکھا۔ لیکن یہ انسانی ۔۔۔۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کیا جائے ۔۔۔۔

سفیریہ۔ میں جسکو جنت سمجھتی تھی وہ میرے لیے دوزخ ہوگیا یہ خانقاہ وہ تھی کہ یہاں پہنچکر میں ہر قسم کی خلش سے پاک ہو جاتی زندگی کے تمام جھگڑے ختم ہو جاتے اور میں اپنی مرضی کے موافق خداوند کی عبادت شب و روز کرتی مگر اب ہر لمحہ مجھکو ایک سال ہے اور ارادہ یہ ہے کہ کسی طرح یہاں سے ۔۔۔۔۔۔۔

بریفر۔ نہیں ایسا ہرگز نہ سمجھو خداوند کا رتھیسٹ سے بچکر کہاں جاسکتی ہے۔ جب خداوند کا حکم یہی ہے کہ تو انسانی حد بنکر مقدس راہب کی خدمت کرے تو تجھکو کیا عذر ہو سکتا ہے مگر میری سمجھ میں ۔۔۔۔۔۔۔۔

سفیریہ۔ میں تو ابھی کہہ چکی کہ جس خداوند نے مجھ سے یہ خدمت لی تھی وہ میرا دل بھی انسانی نہ رکھتا۔ مگر ہاں پاپا مجھسے تو سخت غلطی ہوئی بڑا قصور ہوا ہا ہا ......

بریفر۔ کیوں کیوں کیا ہوا ؟

سفیریہ۔ کیا کہوں ؟ سخت قصور ہوا ! اے پاپا میں تو کہیں کی نہ رہی۔

بریفر۔ آخر بتاؤ تو سہی۔ مجھے بھی تو معلوم ہو کہ بات کیا ہے۔

سفیریہ۔ مقدس راہب نے یہ حکم دیا تھا کہ اگر کسی سے تذکرہ کیا تو جلاکر خاک سیاہ کردونگا مجھ کو مطلق خیال نہ رہا اور میں نے آپ سے کہدیا۔ اب کیا ہوگا۔

بریفر۔ یہ اور بھی تعجب کی بات ہے۔

سفیریہ۔ تعجب ہو یا افسوس مگر میرا تو ہاتھ ہو گیا۔

بریفر۔ عقل کام نہیں کرتی کہ کیا کروں اور کیا کہوں

سفیریہ۔ میں تو کچھ بدظن سی ہوتی جا رہی ہوں۔

بریفر۔ توبہ کر توبہ توبہ ایک ادنیٰ سی لغزش اور معمولی نافرمانی پر تو یہ کیفیت ہوگئی کہ دوزخ کے شعلے تیرے نگلنے کو خانقاہ سے نکلے یہ بھی خداوند کا کرم تھا کہ تو بچ گئی ورنہ خاک سیاہ ہو جاتی۔

سفیریہ۔ ہاں یہ تو درست ہے مگر خداوند کی یہ باتیں کیسی؟

بریفر۔ ممکن ہے تجھ کو بھی ہولی ورجن کا درجہ ملے آخر یہ تو ہوتی آئی ہے۔

سفیریہ۔ تو میں کیا کروں میں ڈر رہی ہوں کہ میں نے اس راز سے آپکو آگاہ کر دیا۔

بریفر۔ تو کہا یہ سمجھو کہ یہ بھی غلطی ہوئی مقدس کارتھیسٹ معاف کر دیگا۔

سفیریہ۔ مجھے امید نہیں خداوندی جلال اسی وقت مجھے خاک کر دیتا میری گریہ وزاری سب بے سود تھی . . . .

بریفر۔ مگر کیا؟

سفیریہ۔ جب خداوند کو معلوم ہے کہ میں ذکر کرونگی تو پھر منع کیوں کیا۔

بریفر۔ تو مشرکوں کی باتیں دل میں نہ آنے دے اور خداوند کے حکم پر راضی رہ۔

(۱۱)

جیلخانہ جیلخانہ کی اذیت قید کی مصیبت انمیں سے کوئی کیفیت کوئی حالت ایسی نہیں کہ میرا دل اکتا دے اور خدا کے راستہ سے ہٹا کر مکار کارتھیسٹ کا معتقد بنائے مجھے تعجب ہے ان ذی ہوش انسانوں کہ تم صاحب عقل ہو کر ایک جھوٹے آدمی کے فرضی دعوے کو سچا سمجھ رہے ہو۔ تمکو کارتھیسٹ میں خدا کی کیا شان نظر آئی وہ گرد و پیش کے حالات ادھر ادھر کے معاملات کو دیکھ کر ایک رائے قائم کرتا ہے جہاں سچا اور جھوٹا ہو جانا دونوں صورتیں ممکن ہیں تم عقل کے اندھوں محض اتنی سی بات پر اسکو خدا کا شریک سمجھ کر اسکی پرستش کر رہے ہو۔ میں اپنے علم کے زور سے پیشینگوئی کرتا ہوں کہ مجھکو کارتھیسٹ اور گریگوری دونوں کے ہاتھوں سخت اذیتیں پہونچنے والی

ہیں کیا یہ پیشین گوئی سچی نکلی تو تم مجھ پر ایمان لے آؤ گے کارھتیسٹ کی خدائی اس سے زیادہ نہیں جسنے تمہاری آنکھوں پر پردے ڈالدئے اور گمراہ کر دیا خدا اپنی جگہ ہے اور اسکی قدرت اور طاقت میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔

ابھی یہ فقرہ پوری طرح ختم نہ ہوا تھا کہ خانقاہ میں ایک پکے معتقد نے اس زور سے کمند قیدی کے ہاتھ پر ماری کہ چکرا کر گر پڑا ہوش آیا تو اس نے باواز بلند یہ ہی میری پیشین گوئی تھی کہا اب تم لوگ (نعوذ باللہ) مجھ کو خدا یقین کرتے ہو۔کارھتیسٹ میرے سامنے آکر اپنی خدائی کا ایک کرشمہ دکھادے میں وعدہ کرتا ہوں کہ اسپر ایمان لے آؤنگا اور اگر نہ دکھا سکا تو تم سب کا فرض ہوگا کہ اس سچے رسول پر ایمان لاؤ جو خدا کا برحق نبی ہو کر یہ کہتا ہوا دنیا سے رخصت ہوا کہ میں تم ہی جیسا ایک بشر ہوں جسکی صداقت اسکی تعلیم سے اور جسکی نبوت اسکی زندگی سے ظاہر ہے۔

چار مسلح آدمی اس مسلمان کو حراست میں لیے خانقاہ میں کھڑے تھے اور گوڈرانے دھمکانے مارنے ستانے میں یہاں کیا اور وہاں کیا دن میں کیا اور رات میں کیا کوئی دقیقہ نہ چھوڑتے تھے مگر قیدی زور شور سے پکار رہا تھا چاروں طرف سے مار پڑ رہی تھی جسم سے خون کے فوارے جاری تھے لیکن وہ اس حالت میں خوش تھا اور تیوری پر بل تک نہ لاتا تھا آخر بالآخر باواز بلند کہا

"کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو اسوقت پانی کے چند قطرے مجھ کو لاکر پلادے"

سنگدل سپاہیوں نے اسکی درخواست نفرت سے جھڑک۔ اور حقارت سے ٹھکرادی کہ ایک مہ جبین عورت تھوڑا پانی لے کر آئی اور کہا:۔

یہ ہمارا دشمن سہی لیکن جب ہمارے پاس قید ہے تو پانی کو ترسانا خلاف انسانیت ہے

قیدی نے پانی پیا اور کہا:۔

مجھے امید نہ تھی کہ کارھتیسی گروہ میں بھی انسان ہوتے ہیں۔

ایک سپاہی۔ دیکھا مسٹر سفیر یہ احسان فراموش کیساتھ سلوک کرنے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے۔

دوسرا سپاہی۔ محسن کش انسان ہماری گود میں بیٹھے اور ہماری ڈاڑھی کھسوٹ ہم نے تجھ پر رحم
کیا پانی پلوا دیا تو نے بجائے شکریہ کے یہ جواب دیا۔

قیدی۔ میں اس لاثانی خاتون کا آج کیا اسوقت تک ممنون رہونگا جب تک میرے جسم میں
جان ہے لیکن اس احسان کا تم سے کیا واسطہ؟

سفیر یہ۔ تم اپنے عقائد سے باز کیوں نہیں آتے خداوند کاربھقیسٹ پر ایمان لاؤ اپنی عقل
پر توجہ کرو اور اس اذیت سے رہائی پاؤ۔

قیدی۔ اگر یہ یقین ہو جائے کہ گمراہ ہوں تو مجھ کو توبہ کرنے میں کیا تامل ہے لیکن اچھی طرح
جانتا ہوں کہ صداقت اسی خانقاہ میں نہیں۔ اس خاک میں ہے جسنے ایک عالم کو جگمگا دیا۔

سفیر یہ۔ کیا خداوند کاربھقیسٹ کی پیشین گوئیاں اور قدرت کی شہرت کے کھلے ہوئے
ثبوت تمہاری رائے میں درست نہیں اور اسلام میں اس سے زیادہ عین الیقین قدرتیں ہیں

قیدی۔ اسلام میں کوئی پیشین گوئی نہیں بانی اسلام صلعم کا ارشاد تو یہ تھا کہ میں تمہارے
ہی جیسا ایک انسان ہوں اور جس طرح تم خدا کے عاجز بندے ہو اسی طرح میں بھی ہوں
یہ اسی مقدس کتاب کا فیصلہ ہے جو خدا کی طرف سے رسول برحق پر نازل ہوئی اگر انسان غور
کرے تو اسلام کا یہی ایک فیصلہ اسلام کی صداقت کا ثبوت ہے کہ جس طاقت کے آگے
روئے زمین کی زبردست گردنیں جھک گئیں وہ یہ کہے کہ میں تو صرف خدا کا پیامبر ہوں۔

سفیر یہ۔ اسکے سوا اور اسلام کی ایسی کیا خوبیاں ہیں جنہوں نے تمکو گرویدہ کر لیا اور ہماری
صداقت سے منحرف کیا۔

قیدی۔ میں نے تم سے ابھی کہا کہ رسول اکرم کی زندگی کا ہر واقعہ بجائے خود ایک معجزہ ہے
حالانکہ اسلام میں کوئی بات مافوق الفطرۃ نہیں۔

سفیر یہ۔ اگر تم ابھی [illegible] کا یہ معجزہ دیکھو کہ زمین سے اژدہا نکل آئے
تمہارے برابر آگ کے شعلے بھڑکنے شروع ہو جائیں تو کیا تم ایمان لے آؤ گے۔

قیدی۔ میں اول تو سکار کا رھتیسٹ کو اتنا بڑا جادوگر سمجھتا نہیں اور اگر دیکھ بھی لوں تو اسکو فرعون سے زیادہ نہ سمجھونگا جسنے حضرت موسیٰ کو بہت سے شعبدے دکھائے۔

سفیر پہ۔ یہ تو کھلی ہوئی طرفداری اور علانیہ زیادتی ہے یا تو آپ خود کچھ دکھائیے ورنہ دیکھئے اگر سچے ہو تو وہ کرو جو ہم نہیں کرسکتے ورنہ اسپر ایمان لاؤ جو ہم کریں اور تم نہیں کرسکتے۔

قیدی۔ میں تو کسی بات کا مدعی نہیں ہاں معتقد ہوں اس سچے انسان کا جسکی پاک زندگی صداقت سے لبریز ہے اگر کارھتیسٹ جو خدائی کا دعویدار ہے مجھسے کہکر کہ میں طاقت رکھتا ہوں اور دکھا سکتا ہوں کچھ دکھلانے کے واسطے تیار ہے تو میں خوشی سے دیکھونگا اور ایمان لے آؤنگا مگر جب وہ عالم الغیب ہی تو اسکو معلوم ہے کہ میں ایمان لاؤنگا یا قتل ہونگا۔ بحث بے سود اور تجربہ بے کار۔

خانقاہ کے کمرۂ خاص سے ایک سفید ردا سر پر اوڑھے مقدس کارھتیسٹ جس کے سر اور ڈاڑھی کے بال پلکیں اور مونچھیں ردا سے کم سفید نہ تھیں باہر نکلا اسکی صورت دیکھتے ہی قیدی کے سوا سب سجدہ میں گر پڑے۔ کارھتیسٹ نے مسکراکر کہا اچھا تو جو کچھ دیکھنا چاہتا ہے ہم دکھلانے کو موجود ہیں یہ ہم کو معلوم ہے کہ تو ایمان نہ لائے گا۔ یہ بھی ہماری اٹل پیشین گوئی ہی جو غلط نہیں ہوسکتی۔

قیدی نے ایک قہقہہ مارا اور کہا سبحان اللہ کتنی اچھی پیشین گوئی ہی۔ ظاہر ہے کہ میرے دل میں صداقت کا دیا موجیں لے رہا ہی اور مکر کی چنگاریاں اسکے سامنے نہیں ٹھیر سکتیں

کارھتیسٹ۔ اچھا اسکو اندر لے آؤ۔

متفقہ گروہ اندر داخل ہوا اور قیدی اس طرح کھڑا کیا گیا کہ کھڑے ہوتے ہی اسکی پشت سے آگ کا ایک شعلہ دیوار میں سے بھڑکا اور کارھتیسٹ نے کہا کہ بچ گمراہ انسان بچ خدا کے غضب سے ہمارے خوف سے۔

قیدی۔ ان شعلوں کا بھڑکنا اگر خدائی کا دعویٰ ہے تو تو سچا اور تیری خدائی سچی میرے

ہاتھ پاؤں کھولدے اور اجازت دے کہ ابھی ابھی تیرے سامنے تو جس دیوار سے کہہ شعلہ بھڑکا دوں۔ اگر واقعی یہ تیرا غیظ و غضب ہے تو فوراً ایک شعلہ اس سامنے والی دیوار میں سے بھڑک جائے کہ میں تجھ پر ایمان لے آؤں۔

شعلہ متواتر بھڑکے مگر متفرق مقامات سے۔ قیدی نے ہنس ہنس کر دیکھے اور کہا یہ خدائی کا نہایت معقول ثبوت ہے۔

کارتھیسٹ دانت پیس رہا تھا اور جب اسنے یہ دیکھا کہ ایک خفیف سی مسکراہٹ سفیریہ کے ہونٹوں پر بھی آئی تو اسکا غصہ اور تیز ہوا اس نے باواز بلند کہا۔ ہٹیر میں تجھ کو ابھی فی النار کر دیتا ہوں +

(۱۲)

آج تجھے مبارکباد دینے کے واسطے مریم اور مسیح دونو اس خانقاہ میں آنیوالے ہیں اسی لیے میں نے تجھے حکم دیا کہ تو دلہنوں کی طرح آراستہ و پیراستہ حاضر رہ اور عبادت میں مصروف ہو جا یہ تمام خوشبو جس سے اسوقت کمرہ مہک رہا ہے خدا انکے آنے کی ہے اس جلوہ کو کوئی آنکھ نہیں دیکھ سکتی تو فوراً آنکھیں بند کر کے ہولی ورجن کے روبرو سر جھکا دے میں نے درخواست کی ہے اور مبارک ہو کہ وہ منظور بھی ہوگی خداوند اپنا ہاتھ تیرے سر پر رکھے گا۔

سفیریہ۔ مجھے تعمیل ارشاد میں کیا عذر ہو سکتا ہے جو مقدس پاپا نے فرمایا میں نے تعمیل کر دی اور جو حکم ہو گا تعمیل کرونگی - - - - - - - - - -

کارتھیسٹ۔ بدنصیب تو آج بھی رک رک کر گفتگو کر رہی ہے کیا اب بھی شیطان تجھ کو بہکا رہا ہے۔

سفیریہ۔ مقدس باپ آپ دلوں کے حال جانتے ہیں میں آیندہ کے واقعات سے باخبر نہیں ہیں کیا عرض کروں - - - - - - - - - -

کارتھیسٹ۔ یہ تیری گفتگو سے کفر کی بو آ رہی ہے۔ دیکھ دیکھ خداوند کا نزول ہو رہا ہے
کمرہ روشنی سے جگمگا اٹھا اور بجائے آنکھیں بند کرنے کے سفیریہ نے دیکھا
کہ خود کارتھیسٹ نے آگے بڑھ کر سفیریہ کے سر پر ہاتھ رکھدیا۔
کارتھیسٹ۔ تجھ کو حکم دیا تھا کہ فوراً سجدہ میں گر پڑیو مگر تو دیدہ دلیل خداوند کے
حضور میں بھی گستاخی سے باز نہ آئی کیا شیطان ورغلا رہا ہے۔
سفیریہ۔ نہیں نہیں مقدس باپ آپ تو عالم الغیب ہیں میری آنکھیں مسیحی جلوہ سے
خود بخود ہی بند ہو گئیں۔
کارتھیسٹ۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ تو اپنے اس بے مثل حسن پر نازاں ہے مگر
یاد رکھ یہ سرخ و سپید رخسار یہ رسیلی آنکھیں یہ موہنی صورت کسی کام نہیں آ سکتی۔
سفیریہ۔ حق حق مقدس راہب حق۔
کارتھیسٹ۔ میرے جسم میں آج کچھ درد سا معلوم ہو رہا ہے تو آدھی رات کے وقت
جب میں مسیح کے جلوے سے فارغ ہو جاؤں کمرہ خاص میں آ کر میرے پاؤں دبا دیجیو
تجھے کچھ عذر تو نہیں ہے۔
سفیریہ۔ بھلا مقدس باپ میں کیا عرض کر سکتی ہوں آپ کو خود علم ہے کہ میں تعمیل کروں گی
یا نہیں اور تعمیل نہ کرنے کی وجہ کیا مقدس باپ کا حکم اور انکار توبہ توبہ۔
کارتھیسٹ۔ سنبھل سنبھل خداوند کا جلوہ۔ ایک دوسری روشنی جگمگائی جسکے
ساتھ ہی کارتھیسٹ سجدہ میں گر پڑا اور پڑھتا یا بڑبڑاتا او سوقت اٹھا جب روشنی
ختم ہو چکی تھی۔
کارتھیسٹ۔ میری رائے ہے کہ تو تباہ و برباد ہو گی۔
سفیریہ۔ کیا یہ پیشین گوئی ہے؟
کارتھیسٹ۔ بیشک تو تباہ ہو گی۔

سفیریہ۔ مگر میرے متعلق تو کچھ اور پیشین گوئی ہو چکی ہے۔
کارتھیسٹ۔ اب ہماری بددعا تیرے مقدر کو پلٹ دیگی۔
سفیریہ۔ تو اب مجھے کیا کرنا چاہیئے جو بددعا سے محفوظ رہوں وہیں حاضر ہو کر پاؤں دباؤں۔
کارتھیسٹ۔ نہیں کچھ ضرورت نہیں پہلے تیرا باپ اور پھر تو دونو برباد ہونگے۔

(۱۳)

میں اس آدھی رات کے سنسان وقت میں اپنی جان پر کھیل کر اسلیئے یہاں پہونچی ہوں کہ تجھ کو اس مصیبت سے رہائی دلوادوں دروازہ کھلا ہوا ہے اور پہرے دار بے خبر سوتے ہیں جدھر تیرا منہ اُٹھے چلا جا۔
قیدی۔ میں تیری اس عنایت کا جو بے مثل ہے اس کرم کا جو لاجواب ہے کسی طرح شکریہ ادا نہیں کرسکتا تو نے اس جان جوکھوں میں پڑ کر مجھ کو یہ بتا دیا کہ انسانیت کا وجود ابھی طرابلس میں موجود ہے تو افریقہ کے واسطے مایۂ ناز ہے طرابلس تیری ہستی پر بجا فخر کرسکتا ہے۔ میرا دل گوارا نہیں کرتا کہ میں ایسی محسنہ کو ادھر میں چھوڑ کر اپنی جان بچاؤں اور چلا جاؤں۔
سفیریہ۔ وقت زیادہ گفتگو کا نہیں یہ موقع غنیمت ہے فوراً کھڑے ہو اور چلدو میں نے جو کچھ کیا اگر وہ تمہاری رائے میں احسان ہے تو میں شکریہ کی متوقع نہیں میری خواہش صرف یہ ہے کہ اس کوشش میں تم کامیاب ہو اور ان سنگدلوں سے چھٹکارا پاؤ۔
قیدی۔ کیا تُنے بھی ان کمینوں کی اصلیت کو پہچان لیا جو محض دھوکے کی ٹٹی میں خدائی کر رہے ہیں۔
سفیریہ۔ یہ تو نہیں کہہ سکتی مگر ہاں تمہاری گفتگو سے مجھے اس روز صداقت

کی جھلک معلوم ہوتی تھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ خیر اب تم یہاں سے جلد بھاگو۔

قیدی۔ میں تعمیل کروں گا مگر اسوقت میرا چلا جانا مصلحت نہیں مجھے احتمال ہے کہ یہ مصیبت تمہارے سر نہ آئے۔ اسلئے یہ انسانیت نہ ہوگی کہ میں خود بچوں اور تمکو پھنساؤں۔

سفیر۔ پھر کیا کرنا چاہیئے۔ تم میرا مطلق خیال نہ کرو۔

قیدی۔ یہ ناممکن ہے۔ میں بھاگتا نہیں یہیں روپوش ہو جاتا ہوں اور اگر یہ راز افشا ہوا اور اسکا کھلا گیا تو حاضر ہو جاؤں گا۔ لیکن تم مجھے اپنی داستان تو بیان کرو کہ یہ کیا صورت ہے۔ تم تو آجکل شاہی خاندان میں داخل ہو اور گورنمنٹ کی خاص سہیلیوں میں ہو۔

سفیر۔ میں کہہ چکی ہوں کہ یہ وقت گفتگو کا نہیں ہے کیا تمہاری یہ خواہش ہے کہ تم اور میں دونوں ایک مصیبت میں گرفتار ہوں۔

اب قیدی باہر آیا اور کہا آپ کا یہ سلوک اس قابل ہے کہ اگر عمر بھر میری کھال کی جوتیاں آپ کے کام آئیں تو میں آپ کے احسان سے سبکدوش نہیں ہو سکتا افسوس ہمارے ہاں غیر اللہ کو سجدہ حرام ہے اسلئے میں زبان سے آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں دعا ہے کہ خدا آپکو نیک توفیق دے اور خوش رکھے۔

سفیر قیدی کے ساتھ تھوڑی دور چلی اور بالآخر دونوں ایک کھلے ہوئے میدان میں پہنچے۔ رات اندھیری تھی اور آسمان کے چمکدار تاروں ہوا کے ٹھنڈے جھونکوں اور درخت کے بیدار پتوں کے سوا کوئی آنکھ دیکھنے والی نہ تھی کہ قیدی نے کہا۔

تمکو میری حالت پر رحم آیا تم نے مجھے پانی پلایا قید سے چھڑایا اور میرے ساتھ وہ سلوک کیا کہ سچے مسلمانوں کے واقعات زندہ کر دیئے۔

سفیریہ۔ میں نے تمہارے استقلال میں کچھ دیکھا۔ تمہاری گفتگو میں کچھ پایا اور اس نتیجہ پر پہونچی کہ سنگدل ظالم ایسی تمہارے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں۔

قیدی۔ خدا تم کو جزائے خیر دے اور راہ راست پر لائے یہ سب کے سب مکار ہیں جو موت کو بھولکر چاروں کی زندگی پر پھول گئے بھلا ایسے لیسے شعبدوں میں ہم کو پھنسانا چاہتے ہیں کہ دیوار سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے ہیں اور پیشین گوئیاں درست نکل رہی ہیں اگر کار حقیقت خدا ہے جسکے حکم سے میں قید کیا گیا ہوں تو اسکو معلوم ہونا چاہیئے تھا کہ میں فرار ہو جاؤنگا اب میں یہاں ٹھیرکر یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ خداوند میرے نکل جانے پر کیا فرماتے ہیں۔ کیا تم تھوڑی سی کیفیت اپنی بیان کرسکتی ہو۔

سفیریہ۔ میری کیفیت اگر زندگی باقی ہے تو پھر کسی وقت سُن لینا اب مجھکو خانقاہ میں واپس جانا چاہیئے۔

قیدی۔ مگر اجازت دو کہ میں تم کو وہاں تک پہونچا دوں۔

سفیریہ۔ اچھا تمہاری خوشی۔

قیدی اور سفیریہ دونو چلے خانقاہ کے قریب پہونچکر کچھ دیر ٹھٹکے اور دروازہ میں سفیریہ یہ کہتی ہوئی اندر داخل ہوگئی ؎

" زندہ رہے تو پھر ملیں گے "

(۱۴)

بریفریہ ناہنجار لڑکی سامنے کھڑی ہے تم مر جاتے اس سے پہلے کہ دنیا تم کو ایسی نامراد لڑکی کا باپ دیکھتی اس نے ہماری نافرمانی کی ہم کو بدنام کیا یہ اس قابل ہے کہ اس کے ساتھ ہی تم بھی غضب خداوندی سے تاراج و برباد کردئے جاؤ۔ یہ مرتد ہے بے ایمان ہے یہ ہماری نہیں شیطان کی امت ہے اسپر اسکا جادو چل گیا بھٹک گئی گمراہ ہوگئی یہ صرف اسلیئے زندہ ہے کہ ہم تجھکو دکھادیں کہ کس طرح ہمارا غصہ اسکو زمین کا پیوند کریگا اس نے

تجھکو تیرے خاندان کو تیری عزت کو ہر چیز کو بدنام اور برباد کیا اور اب بھی اپنے قصور پر نادم نہیں تم اس سے پوچھو کہ کیا سزا اپنے واسطے تجویز کرتی ہے کس قسم کی موت پسند کرتی ہے۔

بریفر۔ مقدس باپ یہ بچہ ہے شیطان کے بہکانے میں آگئی۔ خداوند آپکا کام رحم و کرم ہمارا کام گناہ و لغزش اسکا قصور معاف کیجئے یہ آیندہ ایسا نہ کرے گی۔

کارتھیسٹ۔ مگر یہ خود مطلق نادم نہیں معلوم ہوتی اس سے دریافت کرو۔

بریفر۔ بول گنہگار لڑکی آیندہ کے واسطے توبہ کر خداوند قصور معاف کرتے ہیں۔

سفیریہ۔ میں واقعی گنہگار ہوں اور معافی کی خواستگار اگر خداوند اپنے کرم سے معاف فرمادیں تو بہت بڑا احسان ہے۔

کارتھیسٹ۔ آیندہ کے واسطے توبہ کرتی ہو کہ ایسی خطا پھر نہ ہوگی۔

سفیریہ۔ لیکن۔۔ - - - - - - - - - - - - - - - - - -

کارتھیسٹ لیکن۔۔ - - - - لیکن - - - - - - - -

- - - - تباہ کر دونگا تاراج کر دونگا گستاخ ناہنجار نالائق نافرمان۔

بریفر۔ غضب غضب گستاخ ناہنجار لڑکی خاموش خداوند کے سامنے لیکن بک بک کہتی کیوں نہیں میں بھی تو سنوں۔ غضب خداوندی سے پہلے میں خود تجھ کو قتل کر دونگا مار ڈالونگا بدبخت صفحہ دنیا سے ناپید کر دونگا خداوند کی مجرم۔

سفیریہ۔ خداوند ہی کے حکم سے سب کچھ ہو رہا ہے مجھپر کیا الزام ہے قتل کیا خداوند کے ایما سے ہوگا اور خداوند کے علم میں ہے۔

گفتگو یہیں تک پہونچی تھی کہ گر یگوری کے آنے کی اطلاع ہوئی اور ساتھ ہی ایک دو

سپاہی ہانپتا کانپتا آیا اور کہا۔ بداور غور

خداوند وہ مسلمان قیدی جسکی اب تک جان بخشی کر رکھی تھی آج رات کو قید سے بھاگ گیا صبح سے اسوقت تک تمام شہر میں دیکھ ڈالا کونہ کونہ اور چپہ چپہ چھان ڈالا۔

اسکا پتہ نہیں چلتا۔

میں کہ ہمکو اسکے بھاگنے کا علم تھا ؟

کارتھیسٹ۔ ہم کو اسکے بھاگنے کا علم تھا اسی واسطے ہم نے کہدیا تھا کہ بہت ہشیار رہنا

گریگوری غضب ہوا ایسا سخت دشمن نکل گیا۔

سفیریہ۔ لیکن خداوند نے تو پیشین گوئی کردی تھی تم لوگ خدا کے خاص بندے ہو اور

آیندہ سے اچھی طرح باخبر اور اتنا انتظام نہ کرسکے۔

گریگوری۔ یہ اسکی گفتگو کس قسم کی ہے۔

بریفیر۔ یہ بھی اسی قیدی کی طرح مرتد ہوگئی۔

گریگوری۔ نہیں نہیں ایسا نہیں ہوسکتا یہ نہ فرمائیے۔

کارتھیسٹ۔ اچھا اس قیدی کی جگہ اب اسکو لیجا کر بند کردو اور ہم اسکو کتے کی موت

مارینگے۔

سفیریہ۔ مگر میرے واسطے تو کچھ اور پیشین گوئی ہوئی تھی۔

بریفیر۔ چپ چپ خاموش خاموش بے ادب۔

(۱۵)

سرزمین مصر جسنے فرعون جیسے بے سامان کی خدائی دیکھی شب دوز توحید کے

نعرے لگا رہی ہے نماز عشا کے بعد عبداللہ ابن سعد نے مسلمانوں کی جماعت سے

اس طرح خطاب کیا۔

وہ پاک ذات جو خدا کا پیغام لے کر ہم تک آئی اور گنہگار مخلوق بھولے بھٹکے

انسان اور گمراہ لوگوں کو راہ راست پر ڈالکر شب تار میں صداقت کی روشنی دکھادی

آج ہم میں موجود نہیں اس سچے اور کامل انسان کے دو نو مقدس جانشین جنکی مبارک

ہستیاں اندھے دلوں اور تاریک گھروں کو جگمگا گئیں باری باری ہم سے جدا ہوگئیں

اسلئے زمام حکومت اسلام رسول خدا کی خلافت ہمارے تیسرے خلیفہ حضرت عثمان غنی کا ہے اور نہ سیار ایمانی

خدائے وحدہٗ لاشریک کا ہے جسنے ایک تن واحد سے اس درجہ کو پہنچا دیا کہ آج ملک کا ہر
ذرہ اسکا حلقہ بگوش ہے وہی اس کا ترقی دینے والا تھا اور وہی اسکی حفاظت کریگا تم سب کو
اچھی طرح معلوم ہے کہ ان مسلمانوں کی روحیں جو اپنی زندگیاں خدا کے نام پر قربان کر گئے
آج جنت الفردوس میں آرام اور ہمارے اعمال کو دیکھ رہی ہیں موت ہم سب کو
آج نہیں کل اور کل نہیں پرسوں ایک روز آنی ہے اور مر کر دوبارہ دنیا میں آنا نہیں لیکن
خوشا نصیب اس موت کے جو ابدی زندگی ہو وہ پاک نفوس جو خدا اور اسکے رسول پر
فدا ہو گئے دنیا کے نزدیک مردہ ہوں مگر حقیقتاً زندہ ہیں اور یہ وہ زندگی ہے کہ خدا ہر
مسلمان کو نصیب کرے۔ آمین ثم آمین

واہ - واہ

میرے بھائیو تم شمالی افریقہ کا حال سن چکے جہاں ایک متنفس خدائے واحد کے
آگے سر جھکانے والا نہیں کیا تمہارا کام نہیں ہے کہ دین مقدس کی روشن شمع کو ہاتھ
میں لے کر طرابلس کے تاریک جنگلوں اور سمندر کے گمراہ لہروں کو جگمگا دو تمہارے
بھائیوں نے جو کچھ دنیا کو دکھا دیا تم سے پوشیدہ نہیں جہاں اسوقت آزادانہ خدا کی عبادت
کر رہے ہو جس جگہ اطمینان سے اذان دیتے اور نماز پڑھتے ہو یہاں اور اس جگہ وہ پاک
ہڈیاں قدم قدم پر دفن ہیں جو خدمت کر کے تمہارے واسطے راستہ صاف کر گئیں انہوں نے
اپنی زندگی کے چراغ بجھا کر اسلام کی شمع روشن کی اور یہ انہی کا طفیل ہے کہ تم یہاں صدائے
توحید بلند کر رہے ہو۔

میں تم کو مجبور نہیں کرتا دین کا سودا اور خدا کا راستہ ہے اگر رسول کرم کی مقدس
روح کو خوش کرنا اور خدا کی رضامندی حاصل کرنا چاہتے ہو تو اٹھو اور طرابلس کو دکھا دو
کہ مسلمان کس طرح دین برحق کی اشاعت میں قربان ہوتے ہیں آنکھیں بند کرلو اور غور
کرو کہ وہ پاک روح جسکے نام پر میں اور میرے باپ دادا سب قربان ہوں تمہاری
نصرت کی منتظر ہے جنت کی نہریں تمہارے سامنے لہریں لے رہی ہیں۔ چلو بڑھو

زندگی ہے اور کچھ نہیں۔

عبداللہ ابن سعد کی تقریر ختم ہوتے ہی مسلمان جوش سے بیتاب ہوکر باواز بلند بولے :۔

ہماری جانیں اور مال قربان ہیں اس رسول ہاشمی پر جو ہم کو خدا نے برحق کا رستہ بتا گیا ہمارے دل سینوں میں ہماری روحیں جسموں میں بیتاب ہیں ہم خدا کے رستہ میں اپنی جانیں لڑا دینگے اپنے مال لٹا دینگے اور زندگیاں مٹا دینگے۔ مگر جب تک صدائے توحید طرابلس کے میدانوں سمندر کے کناروں پر بلند نہ کر لینگے اطمینان سے نہ بیٹھیں گے۔

عبداللہ نے اس جماعت کو دعائے فتح دی اور کہا بیشک مسلمانوں کا یہی کام اور یاد رکھو کہ خدا کی مدد تمہارے ساتھ ہے۔

اس تقریر کا چرچا آناً فاناً چاروں طرف پھیل گیا۔ اور چالیس ہزار مسلمان نصرٌ من اللہ و فتحٌ قریبٌ کے نعرے لگاتے ہوئے عبداللہ بن سعد کے ساتھ شمالی افریقہ کی طرف روانہ ہوئے۔

(۱۶)

رات کے آخری حصہ میں جب نیند کا جادو ہر شخص پر چل رہا تھا اور خلق خدا بے خبر پڑی سوتی تھی طرابلس کے شاہی قید خانہ میں سفیر مسلمان اور دو محافظ لب سڑک کھڑے تھے اور ایک محافظ سفیر کا ہاتھ پکڑے کہہ رہا تھا۔

ستم ہوگیا تھا اگر میری آنکھ اتفاق سے نہ کھل جاتی تو تو نکل ہی گیا تھا اب سیدھی طرح چلتے رہو ورنہ تم دونوں کے دونوں یہیں تڑپتے دکھائی دو گے۔

مسلمان۔ تم دونوں کے سر پر قضا کھیل رہی ہے خیر اسی میں ہے کہ چلے جاؤ ورنہ چشم زدن میں گردن تن سے علیحدہ کر دونگا۔

اس لئے تو کہتے ہیں کہ اس کا دم ذرا دیر بعد ہی ٹھہرا اب کہاں جا سکتا ہے۔

اتنا کہتے ہی محافظ دوڑکر مسلمان سے چمٹ گیا اور گولی بھرلی مگر ابھی پوری طرح مطمئن نہ ہوا تھا کہ سیہہ نکھرکر الگ ہوا۔

"ہائے ظالم مارڈالا"

دوسرا محافظ اس اندھیرے میں تلوار سوت کر آگے بڑھا مسلمان نے پیترا کاٹ کر سے ایک تلوار کا ایسا وار کیا کہ کمر تک اتر گیا۔ اب اسکے سوا چارہ نہ تھا کہ محافظ شیر کی طرح دھاڑا اور اسکے رفقا کا پورا دستہ دروازہ پر آیا مسلمان اور سفیریہ دونو بھاگنے کا قصد کر رہے تھے لوگوں کی آمد سنکر ٹھٹکے۔ مگر اسوقت ایک پوری جماعت تعاقب میں تھی گھیرا ڈال لیا سفیریہ نہتی تھی اور مسلمان مسلح مقابلہ دیر تک ہوا مگر دو آدمی وہ بھی نیم مسلح پوری جماعت کے سامنے کیا کر سکتے تھے دونو زخمی ہو کر گرے اور گرفتار ہو کر حراست میں پہونچے۔ سفیریہ کے ایک زخم چونکہ کاری آیا تھا اسلیئے واردات کی خبر اسیوقت گرگیوری کی خدمت میں پہنچائی گئی۔

صبح تک تو تمام شہر میں خبر مشہور ہوگئی بچہ بچہ کی زبان پر واقعہ تھا اور بڑے سے چھوٹے تک ہر شخص متعجب تھا کہ کجا سفیریہ اور کجا مسلمان قیدی وہ حسینہ طرابلس جسکے ادنیٰ اشارہ پر فرمانروا اور خداوند دونو قربان ہونے کو تیار تھے سب کو جھڑک کے ایک مرتد قیدی کی رفیق بنے گرگیوری دونو کو لے کر خداوند کے حضور میں حاضر ہوا اور یہ وہ وقت تھا کہ قریب قریب سارا شہر خانقاہ اور خانقاہ کے آس پاس کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔

معمہ ایسا پیچیدہ تھا کہ ہر شخص غور کر رہا تھا مگر کسی کی سمجھ میں بات نہ آتی تھی خداوند چونکہ عالم الغیب تھا اسلیئے گردن ہلا ہلا کر اپنی واقفیت کا اعلان کر رہا تھا۔ اب بریلیفر آگے بڑھا خداوند کے قدموں کو بوسہ دیا اور عرض کیا۔

یہ دغاباز ناہنجار لڑکی جسنے خاندان اور قوم کی ہی نہیں شہر اور ملک کی عزت پر پانی پھیر دیا ہے زندہ رہنے کی حقدار نہیں خداوند کی اجازت ہو کہ میں اسکی گردن تن سے جدا کر دوں۔

کار تھیسنٹ۔ تم اسکو نہیں مار سکتے اسکی موت ابھی نہیں ہے۔ خاموش ہو جاؤ۔

گریگوری۔ اس مرتد قیدی کے واسطے تو حکم صادر ہو کہ یہ بڑی مشکل سے ہاتھ آیا ہے۔

کانسٹینس۔ [illegible] اسکی بدمعاش قوم کے حالات تو پوچھو کہ ان پر کیا گذری اتو بڑی مصیبت آگئی [illegible] ہو گیا۔

[illegible]

[illegible] اچھل پڑے ہو خوشیوں کے نعرے لگا رہے ہیں۔

بول بول ریتے بولی مکار ہمارے خداوند کا مقابلہ ہم چاہیں تو دم بھر میں تمہارا بیڑا غرق کر دیں۔

کانسٹینس۔ [illegible]

[illegible]

ہر لیفر۔ خداوند اس ناشائستہ کو کوئی سزا ملنی چاہیے کہ اسنے بہت بڑی جرأت کی ہے [illegible] کی گستاخی معافی کے قابل نہیں۔

گریگوری۔ دونوں واجب القتل ہیں لیکن [illegible] کا مقام اور حیرت کا وقت ہے کہ یہ سفیرہ جو تمام ملک کے واسطے مایۂ ناز تھی جو اس قابل تھی کہ قوم پر حکومت کرتی اپنے اعمال کی بدولت اس طرح ذلیل و خوار ہو رہی ہے۔ خداوند مجھ کو اجازت دی جائے کہ میں تین روز اسکو اپنے پاس رکھوں اور سمجھاؤں ممکن ہے کہ راہ راست پر آجائے۔

کانسٹینس۔ جو نتیجہ ہو گا وہ ہم کو معلوم ہے اور ہم اسلیئے نہیں کہ اسنے ہم پر بہتان اٹھایا اور الزام لگایا بلکہ اسلیئے کہ یہ کافر ہو گئی اسکو سزا دینی چاہتے ہیں۔ دوزخ کے شعلے اسکے واسطے تیار ہیں مگر ضرورت یہ ہے کہ دنیا کی سزا اسکو ملے تاکہ یہ دوسروں کے واسطے عبرت ہو ان دونوں پر بہت جلد آسمانی خدا کا ایک عذاب نازل ہونے والا ہے سفیرہ تباہ ہو جائے گی میں تین روز سے روکے ہوئے ہوں اگر یہ اب بھی توبہ کرے تو بچ سکتی ہے۔

سفیر یہ۔ خداوند میں تو ادنیٰ کنیز ہوں اور ہر طرح تعمیل حکم کو تیار لیکن ۔ ۔ ۔ ۔

بریفر۔ ہاں کم بخت وہی لیکن اور مگر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

کارتھیسٹ۔ شیطان نے اسکو گمراہ کر دیا اچھا اگر گیوری تم اسکو اپنے ہمراہ لیجاؤ۔

(۱۷)

اس قیامت خیز گرمی میں کہ آسمان اور زمین دونو آگ برسا رہے ہیں ریگستان لیبیا میں جو دوزخ کو مات کر رہا ہے مسلمانوں کا لشکر گھوڑے اڑاتا چلا جا رہا ہے ریت کے جلتے بھلتے تودے آسمان سے باتیں کر رہے ہیں۔ مگر مستقل مزاج بہادروں کے مقصد میں کسی طرح فرق نہیں آتا پانی کا کوسوں پتہ نہیں لیکن بھوکے پیاسے کلمۂ توحید پڑھتے خدا پر بھروسہ کیے چلے جا رہے ہیں۔

آفتاب نے غروب ہونے کی تیاریاں کیں مگر ہوا کے جھونکے بدستور آگ میں ڈوبے رہے نماز مغرب کے واسطے لشکر نے قیام کیا اور خشوع و خضوع سے گڑگڑا گڑگڑا کر فتح و نصرت کی دعائیں اس طرح مانگیں کہ میدان ان کی صداؤں سے گونج اٹھا رات سر آئی اور لیبیا نے خدا کے پیاروں کے قدم رات بھر سر آنکھوں پر رکھے نماز فجر کے بعد کوچ ہوا۔ اور روانگی سے قبل عبداللہ بن سعد نے فوج سے کہا:۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ اس مہم میں ہر قدم پر تمہارے واسطے نت نئی مصیبت کا سامنا ہے ریگستان نے جان پر بنا دی مگر یاد رکھو کہ ہر قدم جو اٹھ رہا ہے جنت کی طرف جا رہا ہے۔ دنیا تمہاری جانکاہی کی داد نہ دے لیکن فرشتے تمہاری صداقت اور استقلال پر مرحبا کے نعرے لگا رہے ہیں۔ منزل مقصود دور نہیں قریب ہے آ پہونچے اور کامیاب ہو گئے اب صرف ہمت کی دیر ہے خدا تمہاری محنت دیکھ رہا ہے تم اپنی ذاتی خواہشوں کو پورا کرنے گھر سے نہیں نکلے تم خدائے واحد کا نام روشن کرنے اور اسلام مقدس پر قربان ہونے گھر سے باہر نکلے ہو۔ بسم اللہ کرو اور آگے بڑھو

(۱۸)

ابھی رات کا ابتدائی حصہ تھا اور خلقت اپنے کاروبار میں کچھ کچھ مصروف تھی کہ طرابلس میں یہ اعلان ہوا :-

خداوند کار ہقیسٹ کے حکم سے یوسف بن رابرٹ جو دین مسیحی سے مرتد ہو کر مسلمان ہوا ہے کل صبح شیر کے سامنے چھوڑا جائے گا۔

ادھر شہر میں یہ اعلان ہو رہا تھا۔ادھر گر یگوری کے عالیشان محل میں بادشاہ ایک طلائی کرسی پر بیٹھا تھا سفیریہ اسکے سامنے کھڑی تھی گریگوری نے کچھ سوچتے سوچتے اپنی آنکھیں اونچی کیں اور کہا :-

یہ حسن جس پر فرشتے قربان یہ صورت جس پر حوریں نثار اس قابل نہیں ہے دکہ در در کی ٹھوکریں کھائے قید میں رہے اور مصیبتیں بھگتے اس شکل کی قدر کر طرابلس کی حکومت ہاتھ میں لے اور اس دل کی آگ کو جو مدتوں سے بھڑک رہی ہے ٹھنڈا کر۔

سفیریہ۔ ایک دفعہ جو کہنا تھا وہ کہدیا اب اسکے بار بار دہرانے کی ضرورت نہیں موت ایسی زندگی سے جو تیرے قبضہ میں بسر ہو بہتر اور قید ایسی راحت سے جو تیری بدولت میسر ہو اعلیٰ۔

گر یگوری ۔میں نے تیرا تمام انتظام کر دیا ہے۔ صبح تیرا وہ محبوب جس پر تو مٹی ہوئی ہے شیر کے سامنے چھوڑا جائے گا۔ کیا اب بھی تو طرابلس کی حکومت پسند نہیں کرتی۔

سفیریہ ۔ اگر اسکی تقدیر میں تم جیسے سکاروں کے ہاتھوں موت ہے تو خیر مجھے اس سے بحث نہیں وہ میرا محبوب نہیں محسن ہے تو کیوں کسی پر طوفان اٹھاتا۔

گر یگوری ۔طوفان اٹھانے والی تو ہے کہ خداوند پر الزام اٹھایا ہے سچ؟

سفیریہ ۔ یوں ہی ہوگا۔

گر یگوری ۔ میرے سوال کا کیا جواب ہے ؟

سفیریہ - کہدیا جو کہنا تھا زیادہ گفتگو فضول ہے۔

گریگوری۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ تو اپنی جان سے بیزار ہے اس لئے خاطر جمع رکھ کہ تجھ کو تمام اذیتیں بھگتنیں اور مصیبتیں اپنی آنکھ سے دیکھنی ہیں۔

سفیریہ۔ کارتھیسٹ کو جو کچھ دکھانا تھا وہ دکھا چکا اب تجھ کو جو کچھ دکھانا ہو وہ دکھالے

گریگوری۔ خداوند کا نام اس بے ادبی سے نہ لے تاراج ہو جائے گی۔

سفیریہ۔ جیسا وہ خدا ہے ویسا ہی تو بادشاہ۔

گریگوری۔ زبان روک اور خداوند سے ڈر۔

سفیریہ۔ ڈرتی ہوں .... اُس سے جو واقعی خدا ہے۔

گریگوری۔ کیا اس قیدی مرتد یوسف کی صحبت میں تو بھی مسلمان ہو گئی۔

سفیریہ۔ مسلمان تو نہیں ہوئی مگر مذہب حق کی متلاشی ضرور ہوں۔

گریگوری۔ تو تو تثلیث سے مطمئن نہیں۔

سفیریہ۔ جہاں کارتھیسٹ جیسے خدا ہوں وہاں کسی معقول آدمی کا اطمینان نہیں ہو سکتا۔

گریگوری۔ تجھ کو سخت ذلت کے ساتھ خداوند کے حضور میں پیش کروں گا۔ اب بھی سمجھاتا ہوں کہ میری درخواست قبول کر۔

سفیریہ۔ مگر تو تو مجھے راہ راست پر لانے کی غرض سے یہاں لایا تھا۔

گریگوری۔ یہ ہی کوشش تو کر رہا ہوں۔

سفیریہ۔ میرے ہی سامنے میرے منہ پر مجھ ہی سے یہ سفید جھوٹ کیا مذہب اسی کا نام اور حقانیت یہ ہی ہے۔ اب بتا شیطان میرے ساتھ ہی یا تیرے۔

گریگوری۔ میں تجھ سے بحث کرنی نہیں چاہتا تجھ کو راہ راست پر لانے کی کوشش کر رہا ہوں اور اسکا بہتر طریقہ یہ ہی ہے کہ تو میری درخواست کو منظور کر اطرابلس کی حکومت ہاتھ میں لے۔

سفیریہ۔ مگر اپنے خداوند کو کیا منہ دکھائے گا۔
گریگوری۔ خداوند کے دل میں ہرگز ایسی خواہش پیدا نہیں ہوسکتی یہ محض تیرا الزام ہے۔
سفیریہ۔ ایسی جھوٹی عورت سے شادی کرکے تو ہی کیا نہال ہوگا۔
گریگوری۔ میں تیری خصلت کا نہیں صورت کا شیدا ہوں۔
سفیریہ۔ خصلت سے ڈر اور صورت پر لعنت بھیج نہ معلوم تجھ کو کیا دن دکھائے۔
گریگوری۔ طبیعت سے مجبور ہوں۔
سفیریہ۔ عقل سے کام لے۔
گریگوری۔ زائل ہو چکی۔
سفیریہ۔ تو انکار کو اقرار سمجھ۔
گریگوری۔ اتنا ہوش موجود ہے۔
سفیریہ۔ پھر عشق کہاں رہا۔
گریگوری۔ اگر یہ صحیح ہے کہ تو میری التجا پر توجہ نہ کریگی تو اب اسکے سوا چارہ نہیں کہ یہ خنجر میرا کام تمام کردے۔ مجھ کو زندگی میں اگر کامیابی میسر نہ ہوئی تو موت کے بعد یہ سر تیرے قدموں میں لوٹ پوٹ کر قربان ہوگا۔
سفیریہ۔ مگر پہلے خداوند سے اجازت لے لے۔
گریگوری۔ اجازت کی ضرورت نہیں۔
سفیریہ۔ چند روز کی مہلت دے۔
گریگوری۔ خوشی سے۔
سفیریہ۔ چھ مہینے اس عرصہ میں اچھی طرح غور کرسکونگی اور اسکے بعد جواب دونگی۔
گریگوری۔ منظور۔

سفیریہ۔ مگر آزاد ہونگی۔

گریگوری۔ اچھا۔

(۱۹)

لیبیا کا میدان طے کرنے کے بعد مسلمان بحیرہ روم کے کنارے پر جا پہونچے اور بسم اللہ کہہ کر ڈیرے ڈالدئے کنار آب کی خوشگوار ہوا آس پاس کے شاداب باغیچے راستے کی تکان اٹھائے ہوئے بہادروں کی جان میں جان آگئی تھکے ہارے رات بھر میٹھی نیند کے مزے لیتے رہے۔ نماز صبح کے وقت ہوشیار ہوئے۔ سب سے پہلے فریضۂ خداوندی ادا کیا اور اسکے بعد عبداللہ بن سعد نے حسین بن سعید کو قاصد منتخب کیا اور یہ پیام گریگوری کے پاس بھیجا۔

ہمارے اس ملک میں آنے کا مقصد بندگان خدا کی خونریزی اور پیداوار ملک کی بربادی نہیں صرف مذہب اسلام کی اشاعت ہے ہم کو معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ خدائے برحق کو چھوڑ کر انسانی عبادت میں مصروف ہو اور خدا کے اختیارات اپنے ہی جیسے ایک انسان کے سپرد کر رکھے ہیں۔ اسلئے ہم سب سے پہلے تم کو دعوت حق دینے میں اور گمراہی سے بچا کر راہ راست پر بلاتے ہیں کہ اس شرک و کفر کو چھوڑ کر خدائے واحد کی عبادت کرو۔ اور اس رسول پر ایمان لاؤ جو خاک عرب سے پیدا ہوکر ہم گمراہوں کو حقیقت کی طرف لایا اگر تم کو اس سے انکار ہو تو جزیہ دو اور ہماری حمایت میں آؤ ہم اپنے خدا کے حکم سے جسکی اعانت ہمارے شامل حال ہے اور جسکا تجربہ دنیا اچھی طرح کر چکی ہر وقت تمہاری دستگیری کے واسطے موجود رہیں گے +

(۲۰)

رات کے پچھلے ہی بجے سے خندق پیا مری کے چاروں طرف لوگ صف آرا ہونے شروع ہو گئے اور طلوع آفتاب سے قبل زمین آدمیوں سے پٹ گئی مرد اور عورتیں بوڑھے

اور جوان بچے اور بچے سب آموجود ہوئے۔ ادھر نقارہ بجا ادر ادھر شیر کا پنجرہ خندق میں ڈالکر کھولا گیا۔ شیر تین روز سے بھوکا تھا۔ خندق میں پہونچتے ہی دو تین دفعہ اس زور سے دہاڑا کہ دیکھنے اور سننے والوں کے پتے دہل گئے وسط میں دو طلائی کرسیاں برابر برابر رکھی گئیں ایک پر گریگوری اور دوسری پر خداوند کا رتھیسٹ جلوہ افروز ہوئے خداوند کے آنے سے پہلے جسوقت تشریف آوری کا غلغلہ بلند ہوا تو خلقت صف بستہ کھڑی ہوگئی اور صورت دیکھتے ہی سب نے اپنی گردنیں نیچی کرلیں۔ دونو بیٹھ چکے تو خداوند کے حکم سے وزیر جنگ نے بآواز بلند اعلان کیا کہ ہماری رعیت کا ایک فرد یوسف راہ راست سے بھٹک کر مرتد ہوگیا اور مسلمان قزاقوں کی صحبت نے اسکا ایمان سلب کرلیا۔ ہرچند کوشش کی گئی کہ وہ توبہ کرلے لیکن کسی طرح اپنے یقین سے باز نہیں آتا اسلیے بہ منظوری خداوند کارتھیسٹ شہنشاہ گریگوری کے حکم سے اسکو موت کی سزا دیجاتی ہے۔

تمام رعیت کو اچھی طرح معلوم ہے کہ خداوند کارتھیسٹ کے حضور سے مسلمانوں کے حملہ کی اطلاع مل بھی چکی ہے۔ اورگو خداوند نے فرمادیا ہے کہ یہ قزاق جنہوں نے دنیا سر پر اٹھا رکھی ہے اس سرزمین پر تاراج ہونگے لیکن ہم کو اپنی پوری تیاریاں ابھی سے کرنی چاہئیں۔

اب ایک مسلح جماعت یوسف کو حراست میں لیکر پہونچی اور خود گریگوری نے اس سے کہا:۔

خداوند کے ارشاد کے موافق یہ آخری موقعہ تجھے جان بخشی کا اور دیا جاتا ہے اگر اب بھی تو اپنی غلطی پر نادم ہوکر سیدھا رستہ اختیار کرے اور اسلام کو چھوڑ کر خداوند کارتھیسٹ پر ایمان لائے تو سزائے موت موقوف کردی جائے گی۔

یوسف۔ موت بے ایمانوں کے واسطے عذاب اور ایمانداروں کے لیے راحت ہے میں عنقریب منزل مقصود پر پہنچتا ہوں یہ وہ منزل ہے جو انسانی زندگی کا نصب العین ہے

تمہاری ظاہری آنکھیں اسکو موت سمجہیں لیکن درحقیقت زندگی اسی وقت سے شروع ہوگی اور میں وہ راحت حاصل کروں گا جو ہر شخص کو میسر ہو اسلام مذہب حق ہے اور میں اسی ایک پاک ذات کو مالک یقین کرتا مرتا ہوں جسکو کبھی فنا نہیں۔

خداوند کے حکم اور گریگوری کے ارشاد سے یوسف رسّی سے باندہ کر خندق میں لٹکایا گیا بھوکے شیر نے ایک اور دہاڑ اس زور کی لگائی کہ تمام میدان گونج اٹھا ابھی ملزم سطح زمین پر نہ پہونچا تہا اور شیر کی نظریں اپنے شکار پر تھیں کہ دو متواتر تیر زہر میں بجھے شیر کی آنکھوں میں لگے اور وہ اندھا ہوکر چاروں طرف سر پٹکنے لگا۔ یوسف کو بیچ ڈالکر رسی کاٹ دی گئی۔ چاروں طرف دیکھا مگر تیر مارنے والے کا پتہ نہ چلتا تہا۔ شیر دو چار دہاڑیں مار کر وہیں ٹھنڈا ہوگیا۔ بڑے سے چھوٹے تک اور عورت سے مرد تک ہر شخص متعجب تھا مگر تیر کا معمہ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ دن دہاڑے کس نے تیر مارے اور اس طرح کہ کسی کو خبر تک نہ ہوئی۔ خداوند نے ایک قہقہہ لگایا جسکے معنی یہ تھے کہ ہم کو پہلے سے معلوم تھا۔ اب تجویز یہ ہوئی کہ یوسف خندق ہی میں چھوڑ دیا جائے۔ تاکہ وہیں سر پٹک پٹک کر مرجائے ایک محافظ مقرر کر دیا گیا اور لوگ متحیر و ششدر گھروں کو واپس گئے

(۲۱)

زرنگار کرسی پر بادشاہ گریگوری جلوہ افروز ہے ادھر ادھر وزرا و امرا خاموش بیٹھے ہیں۔ مسلمانوں کا قاصد حسین بن سعید ایک نیلا تہمد باندھے پرانے موزے چڑھائے تلوار ہاتھ میں لیئے اس طرح کہہ رہا ہے:۔

کچھہ شک نہیں ہم بت پرست تھے ہمارے اعمال و افعال دنیا کی ہر قوم سے بدتر تھے جوا شراب ہمارے ہر وقت کے مشغلے تھے لیکن جب خدا کی رحمت ہم پر نازل ہوئی تو اس نے اپنے فضل و کرم سے ایک پیغمبر ہمارے پاس بھیجا یہ وہ مقدس انسان تھا جو ہم کو اندھیرے سے نکالکر صراط مستقیم پر چھوڑ گیا۔ اور جو پیشانیاں بتوں اور انسانوں

کے آگے جھکتی تھیں وہ صرف خدائے واحد کے روبرو جھکنے لگیں۔ ہمارے پیغمبر کی زندگی ہمارے واسطے نمونہ تھی کہ کس طرح نجات ابدی حاصل کرنے والے لوگ دنیا میں رہتے ہیں۔ ہم تم سے کسی قسم کا تعرض نہیں کرتے اور نہ یہ کہتے ہیں کہ تم ہمارا دین بالجبر قبول کرو۔ ہم تم کو صرف خدائے واحد کی طرف بلاتے اور بتاتے ہیں کہ پرستش کے لائق صرف وہی ایک ذات ہے اگر تم کو ایسی تامل ہو تو تمہارا مذہب تم کو مبارک اور ہمارا ہمکو لیکن تم ہماری طاقت کو تسلیم کرو اور جزیہ دے کر ہماری حمایت میں آ جاؤ۔ اگر دونوں باتیں منظور نہیں تو یاد رکھو ہم خدا کے راستے میں موت کو زندگی سے زیادہ عزیز سمجھتے ہیں جانیں قربان کرینگے اور کلمۂ توحید کی صدا اس سرزمین سے بلند کرینگے۔

گریگوری۔ میں تم لوگوں کو اچھی طرح پہچانتا ہوں تم نے جہاں جہاں ڈاکے ڈالے اور لوٹ مچا کر جو آفتیں برپا کیں مجھے وہ سب معلوم ہیں لیکن مطمئن رہو کہ یہاں تمہاری موت تم کو لے کر آئی ہے۔ خداوند کار حمتیسٹ نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ لیٹرے ادھر کا رخ کرینگے یاد رکھو یہ طرابلس ہے اور یہاں کا ہر متنفس تمکو کچا کھانے والا ہے تم کیا اس وقت تک کسی جگہ کافی سزا نہ ملی کہ تمہارا غرور ٹوٹ جاتا اب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ تمہارا دین حق ہے یا [illegible]۔ تمہاری صورت سے ظاہر ہے کہ کھانا کپڑا کوئی چیز تم کو نصیب نہیں غارتگری پر گذران ہے۔ مگر یہاں تمہارا وہ سر کچلا جائے گا کہ اگر اتفاق سے کوئی بچ بھی گیا تو عمر بھر یاد رکھے گا۔

قاصد۔ شجاعت اور ہمت کا فیصلہ تلوار کرے گی اور تم کو اچھی طرح معلوم ہو جائیگا کہ لیٹرے کیا طاقت رکھتے ہیں۔ یہ صرف اتمام حجت تھی کہ خلق خدا کی خونریزی کا بار ہمارے ذمے نہ رہے۔

گریگوری۔ زبان روک اور گستاخانہ گفتگو نہ کر۔

قاصد۔ یہ اظہار واقعہ ہے۔

گریگوری۔ کیا تم لٹیروں کا کوئی سردار بھی ہے۔

قاصد۔ ہمارے ہاں ہر شخص سردار ہے اور ہم میں کوئی امتیاز نہیں سب برابر ہیں۔

گریگوری۔ پھر یہ پیام کس کی طرف سے لایا ہے۔

قاصد۔ عبداللہ بن سعد سپہ سالار فوج اسلامیہ۔

گریگوری۔ اس سے جا کر کہدو کہ موت تیرے سر پر کھیل رہی ہے۔

قاصد۔ میں جاتا ہوں مگر اتنا اور کہتا جاتا ہوں کہ خدا کے بندوں پر رحم کر اور اپنی غلطی کا خمیازہ دوسروں پر نہ ڈال ہم جس طرح ظاہر کے نرم ہیں اسی طرح باطن کے سخت میدانِ جنگ میں صرف موت ہمارے قدم پیچھے ہٹا سکتی ہے چالیس ہزار لشکر تیرے خون کا پیاسا کنار دریا پر ڈیرے ڈالے پڑا ہے۔

گریگوری۔ مجھے تجھسے زیادہ بات کرنے کی ضرورت نہیں تو گستاخ ہے اور نہیں سمجھتا کہ اس تیرے لشکر کو چیونٹی کی طرح مسل دوں گا۔ تجھے معلوم ہے کہ ڈیڑھ لاکھ تلواریں ہمارے سروں کی بھوکی میان سے باہر نکلی ہوئی ہیں۔

قاصد۔ ہم نے لاکھوں کی پرواہ کبھی نہیں کی ہم فتح کا انحصار کثرت پر نہیں سمجھتے خدا کی اعانت ہمارے ساتھ ہے تو ہم دکھا دینگے کہ کس طرح قلت کثرت پر فتح پاتی ہے ہمنے دکھا دیا اور ابھی وہ دیکھنے والے زندہ ہیں کہ کیونکر خدا ہماری مدد کرتا ہے۔

گریگوری۔ ہمارا خداوند بھی ہمارے ساتھ ہے اور ہمکو انجام کی خبر ہمیں پہلے ہی سے معلوم ہے کیا تم نے خداوند کا رتھیسٹ کے معجزے نہیں سُنے تمہاری ہزیمت کی اطلاع ہم کو خداوند نے دیدی اب بھی تم اپنی غلطی پر نادم ہو جاؤ اور جدھر سے آئے ہو ٹھنڈے ٹھنڈے چلے جاؤ۔

قاصد۔ ہم سوا اس ایک ذات واحد کے کسی انسان کو اس قابل نہیں سمجھتے کہ وہ علم الغیب ہو آئندہ کا حال کوئی نہیں جان سکتا تم تمہاری پیشین گوئیاں ستاری الٰہی

سب تعریف خدائی کا سزاوار وہی ہے جو سپید و سیہ کا مالک ہے۔

گریگوری تو اپنا فرض ادا کر چکا اور جواب لے لیا اب رخصت ہو۔

قاصد۔ اچھا۔

(۲۲)

سفیریہ۔ یہ آخری موقعہ ہے اگر اب بھی شیطان تجھ کو گمراہی سے نہیں نکلنے دیتا تو تو جان تو نے گستاخی کی نافرمانی کی اور ہم کو بدنام کیا لیکن تو نے دیکھ لیا کہ تیری اس کوشش کا نتیجہ کچھ نہ نکلا اب بھی اگر تو میرے حکم کی تعمیل کرے اور میری خدمت میں حاضر رہے تو تیرا گناہ معاف ہے۔

سفیریہ۔ میں خداوند کی مخالف بنکر کس طرح زندہ رہ سکتی ہوں خداوند میرے دین وایمان آپ ہیں آپ سے زیادہ کون ہوگا میں لونڈی ہوں مجھے حکم کی تعمیل میں کیا عذر مگر.........

کارتھیسٹ۔ مگر کی بچی وہی مگر مگر ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ

سفیریہ۔ اور کیا عرض کروں۔

کارتھیسٹ۔ تجھ سے کہہ تو دیا کہ تو دنیاوی حور بنکر ہماری خدمت کے واسطے بھیجی گئی ہے۔

سفیریہ۔ مجھے معلوم نہیں کہ آسمانی حوریں کیا خدمت کرتی ہیں۔

کارتھیسٹ تجھ کو اس سے کوئی بحث نہیں تو یہ سمجھ لے کہ تو تیرا مال جمال روپیہ پیسہ عزت و آبرو سب ہماری نذر ہوگیا

سفیریہ۔ بس جب آسمانی حور ہوں تو پھر آسمانی خدمت کے واسطے موجود ہوں مگر۔۔

کارتھیسٹ۔ اوہ بیوفا شیر ظالم وہی مگر.......... مگر...... مگر۔۔ صاف کہہ مگر سے تیرا کیا مطلب ہے

سفیریہ۔ میں کسی زمینی خدمت کے واسطے تیار نہیں ہوں۔

کارتھیسٹ۔ تجھے اس بحث کی کیا ضرورت ہے کہ آسمانی خدمت ہو اور زمینی خدمت تو جب ہماری ہو چکی اور خداوند کی نذر چڑھ چکی تو ہم کو اختیار ہے جس خدمت پر چاہیں مقرر کریں۔

سفیریہ۔ خداوند میں جو کچھ کہہ رہی ہوں یہ ہی درست ہے کہ میں ہر خدمت کے واسطے تیار ہوں مگر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

کارتھیسٹ۔ باوجود اس قدر نافرمانیوں کے تجھ کو اب تک کوئی سزا نہیں ملی تو قید سے رہا کردی گئی کہ شاید راہ راست پر آجائے لیکن شیطان تیرے سر پر سوار ہے۔

سفیریہ۔ خداوند کس کے سر پر؟ میرے۔

کارتھیسٹ۔ ہاں تیرے۔

سفیریہ۔ اچھا خداوند مجھ کو کچھ مہلت دیجئے کہ میں اس معاملہ پر غور کروں۔

کارتھیسٹ۔ کیا کسی سے مشورہ کرنا ہے؟

سفیریہ۔ نہیں خداوند!

کارتھیسٹ۔ تو بدنصیب لڑکی ہے اور معاملہ کو سمجھ نہیں سکتی تجھے نہیں معلوم خداوند کی روح تیرے جسم میں موجود ہے۔

سفیریہ۔ اسی سے ڈر رہی ہوں۔

کارتھیسٹ۔ بدنصیب بدنصیب بدنصیب۔

سفیریہ۔ خداوند مہلت دیجئے۔

کارتھیسٹ۔ دیکھ یہ خدائی راز ہیں۔

سفیریہ۔ خوب سمجھتی ہوں۔

کارتھیسٹ۔ اب اس کا ذکر کسی سے نہ ہو۔

سفیریہ۔ کیا مجال۔

کارتھیسٹ - اور مہلت کتنی۔

سفیریہ - ایک ہفتہ۔

کارتھیسٹ - اچھا منظور +

(۲۴)

رات کا اندھیرا لحہ بہ لحہ زیادہ ہورہا تھا اور خندق طرابلس بلا کی طرح منہ کھولے کھڑی تھی کہ محافظ نے گھبرا کر کہا کون ؟

اس آواز کا جواب کچھ نہ تھا مگر دوسری مرتبہ محافظ یہ سوال کرتا رہا بھی وہ کچھ فیصلہ نہ کر چکا تھا کہ اس نے اپنے سامنے ایک شخص کو دیکھا جو دیکھتے ہی دیکھتے سرپر آ پہونچا۔ محافظ سنبھلا اور تلوار نکالکر جھپٹا مگر وار خالی تھا۔ نووارد نے اب منہ سے کوئی بات نہ کہی اور ایک ہاتھ تلوار کا اس زور سے سرپر مارا کہ محافظ کی گردن زمین پر جا کر پڑی۔ شب نصف کے قریب پہونچ چکی تھی اور چاروں طرف ہو کا میدان اور عالم سنسان تھا کہ سوار نے خندق میں کمند ڈالی اور نیچے پہنچا یوسف اوانہی پر گھبرا گیا تھا آدمی کی صورت دیکھ کر اور بھی ششدر رہوا اور پوچھا کون ہے۔

نووارد - سوال جواب کی ضرورت نہیں کمند پر چڑھو اور باہر آؤ۔

یوسف - کیا میری محسنہ سفیریہ ؟

سفیریہ - محسنہ نہیں ایک انسان۔

یوسف - کیا ان احسانات کے بعد بھی آدمی محسن نہیں ہوسکتا تم نے میری جان بچائی ایک مرتبہ نہیں تین مرتبہ اس خندق میں آنا اور اس طرح پہونچنا جان جوکھوں کا کام جان پر کھیل کر مجھ کو بچانا وہ احسان ہے جس کا معاوضہ میں کسی طرح نہیں کر سکتا۔

سفیریہ - میں معاوضہ کی طلبگار یا کسی بدلے کی خواستگار نہیں ہوں نہ میں نے کسی توقع پر کچھ کیا ہے اب زیادہ گفتگو کا وقت نہیں چلو باہر چلو۔

یوسف۔ پہلے تم چلی جاؤ اسکے بعد میں آتا ہوں۔

سفیریہ۔ اچھا۔

پہلے سفیریہ اسکے بعد یوسف دونوں خندق سے باہر نکلے

(۲۴)

یہ واقعہ ہے اور اگر تو اس سے انکار کرے تو کوئی ذی عقل تسلیم نہیں کر سکتا کہ یوسف کی صحبت نے تیرا عقیدہ فاسد کر دیا اسکے خیالات کا اثر تجھہ پر پڑا اور یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ تیری زبان سے ایسے لفظ ادا ہو رہے ہیں خداوند کارھتیسٹ کی قدرت کے کھلے ہوئے ثبوت ہماری آنکھوں نے دیکھے اس نے ایک دفعہ نہیں بچاس دفعہ وہ باتیں دنوں پہلے بیان کر دیں جنکے ظہور کا سان وگمان بھی نہ تھا اس نے نافرمانوں کی مصیبت کو اس طرح ٹالدیا گویا نازل ہی نہ ہوئی تھی تو بے شرم اسپر اتنا بڑا اتہام اٹھاتی ہے۔ اور اسکے غضب سے نہیں ڈرتی یہ خداوند کی عنایت اور ہماری خوش قسمتی ہے کہ وہ تجھہ کو محبت کی نظر سے دیکھتا ہے۔

سفیریہ۔ میں جھوٹ نہیں بولتی اور جھوٹ بولنے کی کوئی وجہ بھی نہیں یوسف کے خیالات کا مجھہ پر اثر نہیں اور اس سے بھی انکار نہیں کہ ایک موقعہ پر جب وہ اسلام کے متعلق گفتگو کر رہا تھا یقیناً اسکی بات چیت اسکا عقیدہ اسکے خیالات نہایت معقول تھے اور ایک موقعہ بھی دوران گفتگو میں ایسا نہ آیا کہ میرے دل میں بدظنی پیدا ہوئی ہو برخلاف اسکے ہمارے خداوند کارھتیسٹ کی ہر گفتگو سر فعل اور ہر کوشش نفسانیت سے پر تھی میرے عزیز باپ میں نے تجربہ سے جانا وہ جو کہہ رہی ہوں۔ کارھتیسٹ کی ایک پیشین گوئی بھی درست نہیں واقعات پر راستے جس طرح میں اور آپ دیکھتے جب مدینہ دیتا ہے ممکن ہے کہ میرے دائے بھی صحیح نکلے ہو سکتا ہے کہ آپکا قیاس بھی درست ہو ہوا ہوگا کہ اسکی ہدایے بھی مصائب نکلی اسکو آپ پیشین گوئی خیال کریں یا خدائی لیکن ذرا عقل پر زور دیکر غور کیجئے

غور کریں کہ وہ جسکی عمر میرے دادا سے زیادہ ہو مجھ سے ایسی خواہش کرے جس کا اول اور آخر نفسانیت کے سوا کچھ نہیں ہیں اسکے بہت سے شعبدہ دیکھ چکی اسکے معجزہ اسکی کرامتیں جو آپ نے نہیں دیکھیں میں نے اچھی طرح دیکھ لیں اور وہ سوا ڈھکوسلوں کے کچھ نہ تھا۔

بریفیر۔ تیرا یہ خیال یہ عقیدہ یہ گفتگو تجھ کو تیرے عزیز و اقارب کو خاندان کو شہر کو نہ معلوم کس کس کو تاراج و برباد کر کے چھوڑینگے۔ اگر خداوند کی جگہ کوئی انسان ہوتا تو اب تک تو کبھی کی تباہ ہو چکی ہوتی افسوس تیری عقل پر تعجب تیرے دماغ پر کہ اس رحم پر بھی جو خداوند کی ذات سے تیرے اوپر ہو رہا ہے تو ابتک اپنے کرتوتوں سے باز نہ آئی میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تو ناہنجار یوسف پر فریفتہ ہو چکی اور یہ اسی فریفتگی کا نتیجہ ہے کہ تو خداوند سے منکر ہو کر اس قسم کی باتیں کر رہی ہے لیکن تو نے ابتک یہ نہ پہچانا کہ کس باپ کی بیٹی ہے میں وہ شخص ہوں کہ خداوند کے نام پر تجھ جیسی ہزار لڑکیاں ہوں تو قربان کردوں تجھ کو اگر ابتدا میں کافی سزا مل جاتی تو یہ دن نہ دیکھنا پڑتا افسوس یہ ہے کہ تیری تقدیر کی موت ہی نہ تھی مگر آج یہ خنجر آپہنچا اور ادھر تیرے انحراف کی سزا دیگا اور ادھر تیرے ارمان اور خواہشیں پوری کریگا

سفیر یہ۔ آپ جیسے شفیق باپ کے ہاتھوں قتل عین مسرت ہے میں راہ راست پر ہوں اور آپ کو اصلی معاملہ سے آگاہ کردیا گیا۔ بدنصیبی سے میری گفتگو آپ کی رائے میں لغو ہے اور میں واجب القتل ہوں تو یقین کیجئے کہ نہایت خوشی سے آپکے ارشاد کی تعمیل کو تیار ہوں

بریفیر۔ بہتر ہے کہ تو اپنا سر جھکا کہ میں اس گردن کو خداوند کے حضور میں نذر چڑھا کر اپنے مقصد میں کامیاب ہوں۔

سفیر یہ۔ بسر و چشم لیکن ایک عرض اور ہے۔

بریفیر۔ وہ بھی کہہ۔

سفیر یہ۔ اگر میں خود خداوند کے سامنے قتل کی جاتی تو زیادہ بہتر تھا۔

بریفیر۔ اسمیں کیا مصلحت ہے

سفیریہ۔ میں بھی آخر وقت خداوند کی زیارت کرلیتی۔

بریفر۔ مجھے یہ تجویز منظور ہے چل کھڑی ہو لیکن اسی طرح پابجولان تاکہ تو راستہ میں سے بھاگ نہ جائے۔

رات کے گیارہ بجے ہونگے کہ بریفر اور سفیریہ دونوں بیٹیاں [redacted] کارتھیسٹ کے حضور میں حاضر ہوئے۔ یہاں گریگوری بیٹھا تھا اور مقید یوسف زخمی اسطرح سامنے کھڑا تھا کہ اسکے منہ اور گردن سے خون بہہ رہا تھا بریفر اور سفیریہ کی صورت دیکھ کر گریگوری نے کہا:۔

بریفر تجویز یہ ہے کہ مسلمانوں کے فنون سپہ گری سے اچھی طرح واقف ہوجانے کے لیے اس مرتد سے ہم بزور آزما ہوں یہ عرصہ تک ہمارے ہاں رہا ہے اور قادسیہ کی مشہور مہم میں اسکے کارنامے اب تک زبان زد خاص و عام ہیں اسکے واسطے خداوند کے حضور سے سزائے موت کا حکم صادر ہو چکا مگر یہ خوش قسمتی سے بچ گیا چونکہ خداوند کو معلوم تھا کہ یہ زندہ رہے گا اور خندق سے بچکر نکل جائے گا اسلیئے اب اسکی زندگی سے یہ فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں کہ ہمارا مشہور شجاع روبرٹ میدان جنگ میں اس سے بزور آزما ہو جو ہمارے واسطے ایک نیک شگون ہوگا کہ ہم گاجر مولی کی طرح اس طرح جس طرح اس مرتد کی گردن رابرٹ اڑائے گا مسلمانوں کے سر میدان جنگ میں کاٹینگے۔

بریفر۔ یہ نہایت بہتر اور مناسب تجویز ہے اور مجھ کو اسکے حرف حرف سے اتفاق ہے لیکن یہ راز ابتک نہ معلوم ہوا کہ شیر کے منہ سے اس ظالم کو بچانے والا اور موقعہ پر تیر چھوڑنے والا کون تھا اسکے علاوہ خندق سے اسکا فرار اور محافظ کا قتل بھی راز ہے جسکا افشا ہونا ضروری ہے۔

خداوند کارتھیسٹ نے ایک قہقہہ زور سے لگایا اور حاضرین نے گردنیں جھکالیں

گریگوری۔ خداوند اگر مناسب ہو اور اسکا علم ہم کو بھی ہو جائے تو بہت اچھا ہے۔

کارتھیسٹ۔ نہیں اسکے اخفامیں مصلحت ہے۔

حاضرین۔ درست بجا مناسب حضور خداوند۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

بریفیر۔ میں اس غرض سے حاضر ہوا تھا کہ اس ناہنجار لڑکی کو اسکے اعمال کی سزا دوں اور گردن تن سے جدا کر دوں۔ لیکن اسکی خواہش تھی کہ خداوند کے سامنے قتل کیجائے اب جو حکم ہو تعمیل کروں۔

خداوند۔ خاموش ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

گریگوری ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

بریفیر۔ خداوند اجازت ہو کہ یہ خنجر اس ناہنجار کا کام تمام کر دے۔

خداوند۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

گریگوری۔ اجازت نہیں ہے بس خاموش ہو جاؤ +

(۲۵)

مسلمانوں کے قیام کی خبر اور حملہ کا قصد آناً فاناً تمام طرابلس اور گرد و نواح میں مشہور ہو گیا۔ اور اس قدر جوش پھیلا کہ دور دور سے لوگ آ آ کر محض اسلیئے جمع ہونے شروع ہوئے کہ خداوند کارتھیسٹ کے نام پر قربان ہو کر نجات ابدی حاصل کریں مسلمانوں کے قیام کو چوبیس گھنٹے بھی نہ گذرے تھے کہ ایک لاکھ کے قریب عیسائی جنکو باقاعدہ فوج سے کچھ تعلق نہ تھا صرف اپنی جانیں خداوند کارتھیسٹ کی نذر کرنے حاضر ہو گئے۔ گریگوری اور کارتھیسٹ دونوں اسلامی لشکر کی تعداد معلوم کر چکے تھے کہ زیادہ سے زیادہ چالیس ہزار ہے عیسائیوں کی یہ کثرت دیکھ کر باغ باغ ہو گئے ابھی اپنی مسلح فوج کی آراستگی کا وقت بھی نہ آیا تھا کہ دشمن سے دو گنے اور تگنے آدمی مقابلہ کے لیے موجود تھے خانقاہ میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی کہ یونا نیو کا ایک عظیم الشان لشکر جو مسلمانوں کی جان کا دشمن تھا مقابلہ کے واسطے سامنے آتا دکھائی دیا گریگوری نے فوراً اپنے قاصد یا خکیم کے واسطے

روانہ کئے لیکن آدمیوں کی واپسی سے پہلے یونانی قاصد سامنے آیا اور عرض کیا:۔

مسلمانوں کے ہاتھوں جو ایذائیں اور صدمات ہم کو پہونچی ہیں وہ ہمارا ہی دل جانتا ہے ہم مدت سے منتظر تھے کہ ان لٹیروں سے بدلہ لیں اور ان کو دکھائیں کہ یونانی خون کیا رنگ لاتا ہے خدا کا شکر ہے کہ آج ہماری مدتوں کی آرزو پوری ہوئی اور گھر بیٹھے یہ آگئے آپ خاموش رہئیے اور ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم ان قزاقوں کا قلع قمع کر دیں۔

گریگوری نے مسکرا کر [illegible] طرف دیکھا اور اس کی خاموشی کو نیم رضا سمجھ کر قاصد سے کہا:۔

مسلمانوں کا سر کچلنے کے واسطے ہماری فوج کا کوئی دستہ نہیں رعیت کا ایک معمولی گروہ اچھی طرح کافی ہے [illegible] کے نام پر قربان ہونے کو ایسے ایسے شجاع و جری موجود ہیں جو میدانِ جنگ میں دشمن کی ہڈیاں چبا ڈالیں گے اُنکے بڑھے ہوئے حوصلے اسوقت رکنے والے نہیں اور ان کو اجازت نہ دینا ایک قسم کا ظلم ہے ان کے ارمان دل کے دل میں رہ جائینگے لیکن تم لوگ ہمارے بھائی ہو اور تمہاری خاطر مدارات اسلیئے کہ اپنے وطن چھوڑ چھاڑ یہاں آئے ہو ہمارا فرض ہے یہ وجہ ہے کہ ہم آپ کو حملہ کی اجازت دیتے ہیں جس قدر جلد ممکن ہو عبد اللہ بن سعد کا سر [illegible] کی خدمت میں حاضر کر دو۔

یونانی قاصد اس اجازت پر دلی شکریہ بجالایا اور زمین بوس ہو کر رخصت ہوا فریڈری یونانی سپہ سالار اجازت کا مژدہ سنتے ہی کھڑا ہو گیا اپنی فوج کو فی الفور مسلح ہونے کا حکم دیا اور جب آراستہ ہو گئی تو کہا:۔

ہزار ہزار شکر ہے اس خداوند کا جس نے آج عرصہ بعد ہماری آرزو پوری کی اور ہم کو یہ موقعہ دیا کہ ہم دشمنوں سے دوستوں کا بدلہ لیں تم کو معلوم ہے یہ ظالم مسلمان کون ہیں یہ وہ ہیں جنھوں نے ہمارے عزیز تہ تیغ کئے ہمارے گھر تاراج

برباد کئے اور ہمارے وطن اجاڑ دیئے ہمارے وہ عزیز جنکی صورتوں کو اسوقت آنکھیں ترستی ہیں ان ہی ظالموں کی بدولت ہم سے ہمیشہ کو جدا ہو گئے۔ اب ہم کو دکھانا ہے کہ جو قربانیاں ہم نے مختلف مقامات پر چڑھائیں وہ خالی خولی نہیں کچھ معنی رکھتی تھیں اور وہ بیج جو ہمنے یونانیوں کے خون جگر سے سینچے بحیرۂ روم پر پھل لانے والے تھے ضرورت یہ ہے کہ ان کا ایک متنفس زندہ سلامت واپس نہ جانے پائے۔ ایک متفقہ نعرہ سے جسکا مفہوم "یقیناً" تھا سیدان گونج اٹھا۔ ابھی فوج نے کوچ نہ کیا تھا کہ گریگوری ھادر کارتھیسٹ کو لئے پہونچا۔ فریڈری دونو کی صورت دیکھتے ہی گھوڑے سے نیچے اتر پڑا اور اسکے اترتے ہی تمام سوار اترے فریڈری سب سے پہلے کارتھیسٹ کے سامنے قدمبوس ہوا اور اسکے بعد گریگوری سے گفتگو کی۔ [illegible] نے برکت کا ہاتھ فریڈری کے سر پر رکھا اور تمام فوج کو کامیابی کی دعا دیکر حکم دیا کہ میرے سامنے تمام فوج روانہ ہو جائے۔

(۲۶)

غروب آفتاب سے ایک ساعت قبل کنارہ دریا پر مہ جبین سفیریہ خاموش کھڑی تھی پانی اسکی آنکھوں کے سامنے لہریں لے رہا تھا اور آفتاب کی کمزور شعاعیں سنہری لباس میں غوطے کھا کھا کر پانی میں ابھر رہی تھیں۔ یہ دلچسپ منظر آنکھوں کے سامنے تھا لیکن تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد سفیریہ سامنے کے میدان میں نظر دوڑاتی تھی اور پھر دریا کی سیر میں منہمک ہو جاتی تھی۔ ہوانے ننھے ننھے قطروں کو گود میں لیکر اچھالنا شروع کیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آسمان برابر کے پوشیدہ ٹکڑے [illegible] کارتھیسٹ کی محبوبہ پر چھیر جھاڑ کر رہے ہیں۔ آہستہ سے منہ پونچھ کر سفیریہ پھر میدان کی طرف متوجہ ہوئی اور دیر تک دیکھتی رہی دور تک نکل گئی اور پھر لوٹی۔ اب مریض آفتاب دم توڑ چکا تھا اور چمکدار شعاعیں تڑپ تڑپ کر لہروں میں فنا ہو چکی تھیں جنگل کے خوش الحان

پرند اپنی اپنی بولیاں بول کر خاموشی کے قریب پہونچ گئے تھے کہ سفیریہ نے ایک ٹھنڈا سانس بھر کر کہا:۔

"یوسف وعدہ فراموش نہیں نہ معلوم کیا گزری" اتنا کہکر وہ پھر خاموش ہو گئی اب رات کی تاریکی بڑھنی شروع ہوئی اور اس تاریکی کے ساتھ ہی جنگل کے خوفناک درندوں نے آسمان سر پر اٹھایا قریباً ایک گھنٹہ منتظر سفیریہ پر اسی طرح اور بسر ہوا یہاں تک کہ فلک نیلوفری کی گود تاروں سے بھر گئی ہوا کے ٹھنڈے اور تیز جھونکے سائیں سائیں کر رہے تھے۔ اور سفیریہ کا قلب مضطرب اس عالم تنہائی و انتظار میں کسی پہلو چین نہ لیتا تھا۔ قصد کیا کہ واپس جاؤں چند قدم چلی تھی کہ پھر کچھ خیال آیا اور ایک درخت کے نیچے آکر کھڑی ہو گئی۔ شاید دو لمحہ استغراق کی کیفیت طاری رہی اسکے بعد آگے بڑھی اور کہنے لگی:۔

میں یہ نہیں کہتی کہ قصداً میرا یہ خیال نہیں کہ ارادتاً یوسف نے مجھ کو تکلیف دی اور وعدہ پورا نہ کیا۔ وہ سچا ہے صادق ہے وہ جان کر ایذا جان بوجھ کر نہیں ہرگز نہیں مجبور ہوگا معذور ہوگا۔ ظالم جان کے دشمن ہیں ایک جان کیسے سخت نرغہ میں ہے اسکی تمام ذمہ داری مجھ پر ہے میری وجہ سے صرف میری وجہ سے غریب کو یہ تمام مصیبتیں بھگتنی پڑیں۔ گرگوری کارتھیسٹ بر تیفر تینوں خون کے پیاسے ہیں۔ اور بدگمان نہ معلوم کیا کیا خیال کر رہے ہیں۔ کیا انسانیت کا تقاضہ یہی ہے کہ میں چلی جاؤں۔ شیر ہوں یا چیتے سانپ ہوں یا اژدہے زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ مر جاؤنگی بلا سے صدقہ سے قربان اسکے خلوص کے اسکی انسانیت کے یہ موت زندگی ہوگی یہ اذیت راحت ہوگی وہ جس وقت چھوٹا جس وقت اسکا پہونچیگا پھنسا یقیناً پھنس گیا جاؤں دیکھوں مگر یہاں میں ادھر گئی اور وہ ادھر آیا تو کیسا پریشان کس قدر حیران ہوگا۔ دفعتاً کشتی کے کھینے کی آواز زور شور سے آئی اور پھر اسطرح آ

اور کنار آب دونوں پر اچھی طرح چھایا ہوا تھا کہ روشنی نمودار ہوئی اور کشتی والوں نے دیکھا کہ چاند کا ایک ٹکڑا جنگل کو منور کر رہا ہے۔ کشتی ٹھیری اور ایک شخص اتر کر پاس آیا اور کہا

"کیا طرابلس کی حسینہ مہ جبین سفیریہ تو ہی ہے"

سفیریہ۔ تمہیں اس سے کچھ کام ہے۔

شخص۔ معلوم کرنے کی ضرورت ہے۔

سفیریہ۔ تمہاری کوئی ضرورت اس سے متعلق ہے۔

شخص۔ اسکے حسن کی پرستش اسکی صورت کی زیارت مگر کچھ شک نہیں کہ وہ تو ہی ہے اور میں خوش نصیب ہوں کہ جسکے نام پر مٹا ہوا تھا جسکے خیال پر قربان تھا وہ گھر بیٹھے بلا مشقت بغیر محنت ہاتھ آگئی۔

سفیریہ۔ اگر میں سفیریہ نہ بھی ہوں تو فرمایئے کیا حکم ہے۔

شخص۔ حکم نہیں التجا ہے اس کشتی میں تشریف لایئے اور اس آرزو کو جو عرصہ سے دل تڑپا اور کلیجہ پر طاری ہے پورا کیجے۔

سفیریہ۔ ایسی خواہشیں اور آرزوئیں بہت سی دیکھیں اور سنیں ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کا راستہ لو۔

یہ کہہ کر سفیریہ الگ ہٹی اور آگے بڑھی مگر چند قدم چلکر دیکھا تو وہ شخص ساتھ تھا کہا اب مجھ کو ستانے سے کیا حاصل۔

شخص۔ عمر بھر کا سودا جسنے دماغ کو دنوں اور راتوں چکر میں رکھا کیا محض گفتگو سے نکل سکتا ہے۔ یہ دل ایسی صورت کی یاد میں تڑپ رہا ہے۔ رحم سے کام لو۔

اب سفیریہ کی تیوری پر بل آگیا اسنے سختی سے کہا اب یہ خنجر دیکھ لیجے اگر عشق کی پیاس اس سے بجھنے کی ضرورت ہے تو مجھے تامل نہیں۔

مخالف نے آگے بڑھ کر کولی بھرلی اور خنجر ہاتھ سے چھین کر الگ پھینکدیا۔

مرد اور عورت کا مقابلہ ہی کیا تھا۔ مرد اور مرد بھی فوجی شجاع عورت اور عورت بھی نازک وہاں پان گود میں اٹھا کندھے پر لاد کشتی کی طرف چلا مگر کنارے سے چند قدم دور ہی تھا کہ ایک آواز اسکے کان میں آئی۔

عشق کا سودا ختم ہوا مردے اور بہادر تو سامنے آ۔

آدمی نے حقارت سے اسطرف دیکھا اور سفیریہ کو اتار کر سامنے کھڑا ہوا اندھیرا زیادہ تھا اور سوا دھندلے سے کپڑوں کے کچھ نظر نہ آتا تھا کہ سفیریہ نے کہا

یوسف؟ کہاں دیر لگائی؟

ابھی یوسف کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ تلوار کے سناٹے کی آواز ہوا میں گونجی اور اگر یوسف سپر پر نہ روک لیتا تو گردن بھٹے کی طرح اڑ جاتی۔ وار روک کر یوسف بائیں طرف بچکر حملہ آور ہوا یہ وار پورا تھا دشمن کا ایک ہاتھ الگ گرا اور زخمی کراہتا ہوا دریا کی طرف چلتا تھا کہ یوسف نے ایک تلوار اور ماری اور زخمی وہیں گر پڑا رات اندھیری تھی اور تاریکی لمحہ بہ لمحہ زیادہ ہورہی تھی زخمی پڑا تڑپ رہا تھا کہ یوسف سفیریہ کی طرف بڑھا اور کہا:۔

میری محسنہ سخت تکلیف انتظار ہوئی۔ ہر چند کوشش کی مگر نہ پہونچ سکا۔ سنا ہے مسلمانوں کا پیام گریگوری کے پاس پہونچ گیا نہایت نخوت سے جواب دیا۔

سفیریہ۔ یہی نہیں بلکہ یونانیوں کا ایک ٹڈی دل لشکر مسلمانوں کے مقابلہ کو آگیا ہے گمان غالب ہے کہ شاید گریگوری کو مقابلہ کی ضرورت بھی پیش نہ آئے۔

یوسف۔ مسلمانوں کو ایسا گیا گذرا نہ سمجھو وہ ہٹنے والے نہیں۔

سفیریہ۔ ایسی بات کیوں کہتے ہو جو قیاس میں نہ آسکے۔ چالیس ہزار دو تین لاکھ آدمیوں کا مقابلہ کس طرح کر سکتے ہیں۔ مانا کہ بہادر اور مرد میدان ہوں۔ مگر ایک کی دو اور دو اور دو کی چار۔

یوسف۔ اس سے پہلے بھی بعض معرکوں میں ایسا اتفاق ہوا ہے میری عزیز محسنہ جب خدا کی اعانت شامل حال ہوتی ہے جو مسلمانوں کا منال ہے تو قلت کثرت پر غالب آجاتی ہے۔ ایسے موقعہ آئے ہیں کہ دیکھنے والی آنکھوں کے سوا کوئی یقین نہیں کرسکتا۔ کان سنکر حیرت میں رہ جائینگے کہ چوکنے اور پچکنے آدمیوں پر جہاں عقل قیاس سب متحیر ہیں کس طرح مسلمانوں نے فتح پائی۔ خلافت دوئم میں تمام عراق اور عرب ایک طرف تھا ایران کا بچہ بچہ مسلمانوں کے نام کا دشمن تھا سینکڑوں کے مقابلہ میں ہزاروں اور ہزاروں کے مقابلہ میں لاکھوں میدان میں آئے مگر اس سرے سے اس سرے تک خدا نے فتح کا سہرا ان کے سر باندھ دیا۔

سفیر یہ۔ سنا تو میں نے بھی یہ ہی ہے اور لوگ یہ بھی کہتے ہیں مگر میں ایسی خوش عقاد نہیں ہوں کہ خدا کی اس اعانت پر ایمان لے آؤں۔ جس دماغ نے کارتھیسٹ جیسے خداوند کو دھتکار دیا وہ مسلمانوں کے ایسے دعوؤں پر خواہ مخواہ ایمان نہیں لا سکتا۔

یوسف۔ میں خود یہ نہیں چاہتا کہ زبانی لن ترانیوں سے اپنے مذہب مقدس کی فضیلت ثابت کروں لیکن جو کچھ ہوگا وہ ہر آنکھ دیکھ لے گی فتح و شکست خدا کے اختیار میں ہے اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ انجام کیا ہوگا لیکن جو لوگ خود اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی کوشش کرتے ہیں قدرت یقیناً ان کی اعانت کرتی ہے۔ مسلمان زندہ رہنے کی اور طرابلسی فنا ہونے کی کوششیں کر رہے ہیں خدا دونوں کی کوششوں میں متفق ہوگا

سفیر یہ۔ خیر اس بحث کو جانے دو کہو تمہارے ذاتی مقابلہ کا کیا فیصلہ ہوا۔

یوسف۔ مجھ کو چوبیس گھنٹہ کے واسطے آزادی عطا ہوئی ہے اور قسم لی گئی ہے کہ فرار نہ ہوں۔ مگر یہ ملانیہ غلطی ہے۔ مسلمان جو زبان سے کہدیتے ہیں وہ پورا کرتے ہیں خواہ گردن اڑ جائے۔

سفیر یہ۔ تو آزادی میں یہ تاخیر اور وعدہ فراموشی کیا معنی رکھتی ہے۔

یوسف۔ میں لشکر اسلامی میں چلا گیا تھا اور واپسی میں راستہ بھول گیا +

(۲۷)

آدھی کے قریب رات گذر چکی تھی مسلمان بے خبر پڑے جنگل بیابان میں سوتے تھے کہ یونانیوں کا عظیم الشان لشکر ان پر ٹوٹ پڑا اور قتل عام شروع کر دیا جب تک سپہ سالار فوج عبداللہ بن سعد بیدار ہوں چھ سو کے قریب مسلمان تہ تیغ ہو چکے تھے۔ مسلمان ہوشیار ہو کر مسلح ہوئے اور مقابلہ کے واسطے تیار مگر نہ معلوم اسمیں کیا مصلحت تھی کہ مسلمانوں کے سامنے آتے ہی یونانی پیچھے ہٹ گئے ہر چند انھوں نے للکارا اور مقابلہ پر آمادہ کیا مگر نہ ٹھیرے اور ایک یونانی بھی ضائع نہ ہوا مسلمانوں نے دور تک تعاقب کیا اور حدود طرابلس تک پہونچ گئے شہر پناہ پر پہونچکر فوج نے چاہا کہ اندر داخل ہوں مگر عبداللہ نے بلحاظ دوراندیشی منع کیا اور واپس آئے قیام پر پہونچتے پہونچتے پو پھٹنی شروع ہو گئی تھی اور سونے کا وقت نہ رہا تھا۔ سب سے پہلے نماز فجر پڑھی اور اسکے بعد شہیدوں کو دفن کیا۔ اس سے فراغت پاکر منتظر تھے کہ شاید یونانی مقابلہ کو آئیں مگر جب آفتاب اچھی طرح بلند ہو چکا اور دشمن کی صورت نہ دکھائی دی تو مجبوراً ہتیار کھولدیے اور بیٹھ گئے۔

اسوقت عبداللہ بن سعد نے منتخب افسروں کو جمع کر کے مشورہ کیا کہ آیا ہمکو دشمن کا انتظار کرنا چاہیے یا خود طرابلس پر حملہ کریں۔ سب کی صلاح یہی ہوئی کہ اتمام حجت ہو چکی اور ہمارے ذمہ کوئی الزام نہ ہوگا۔ مگر مصلحت یہ ہے کہ پیش قدمی ان ہی کی طرف سے ہو۔

دن اسی انتظار میں ختم ہوا مگر یونانیوں کا حملہ یا مقابلہ تو درکنار کسی کی صورت تک نہ دکھائی دی۔ عشا کی نماز کے بعد تھکے ہارے اور رات بھر کے جاگے ہوئے پردیسی پڑ پڑ کر سو گئے۔ مختلف مقامات پر چند محافظ مقرر کر دیے کہ اگر کل کی

طرح آج بھی یونانی شبخوں ماریں تو کامیابی نہ ہو۔ یونانی اچھی طرح سمجھتے تھے کہ مسلمان رات بھر ہمارے تعاقب میں رہے اور آدھی رات کے دم بھر کو بھی ان کی آنکھ نہیں لگی رات ان کے واسطے پھر پیام موت لائے گی اور بے خبر سوئینگے۔ ایسا ہی ہوا۔ ٹھیک اسیوقت یونانیوں کے چار مسلح دستے آپڑے۔ غضب یہ ہوا کہ شرقی سمت کا محافظ بھی اونگ گیا تھا۔ اور یہ نیند اسکے واسطے وجہ موت ہوگئی یونانی اسکو شہید کرتے ہی اندر گھس گئے۔ اور اس سے پہلے کہ دوسرے محافظ ادھر رخ کریں انھوں نے تلوار چلادی مگر آج کے حملہ میں دو چار ہی مسلمان شہید ہوئے تھے کہ مشرقی سمت کا محافظ دستہ بیدار ہو کر یونانیوں کے سر پر آ پہونچا ابھی ان کا حملہ شروع نہ ہوا تھا کہ دونوں طرف سے مسلمانوں نے گھیرا ڈال لیا اور یونانیوں کے چاروں دستے چاروں طرف سے گھر گئے اسوقت مسلمانوں کی پوری جماعت مقابلہ کو موجود تھی دشمن نے ہر چند بہادری دکھائی مگر مسلمانوں کی فوج دور تک پڑھی ہوئی تھی کچھ ایسا سجوگ آکر پڑا کہ ایک یونانی بھی جانبر نہ ہو سکا رات کی تاریکی نے اتنا نقصان ضرور کیا کہ مسلمانوں کو دشمن کے فنا کرنے میں غیر معمولی وقت صرف کرنا پڑا۔ اور قریب قریب رات کا باقی تمام حصہ اسی کوشش میں ختم ہوا۔ پرندان صحرائی نے جسوقت صبح کا پیغام پہونچایا تو یونانیوں کے چاروں دستے فنا ہو چکے تھے۔

(۲۸)

یونانی اور طرابلسی ایک وسیع میدان میں چاروں طرف جمع ہیں اور ایک زرنگار میانہ میں خداوند کا رفیقسٹ اور برابر میں بادشاہ گرگوری دونوں بیٹھے ہیں یوسف ایک مشکی گھوڑے پر اور ادھر سب ہاتھی پر سوار ہیں گرگوری اپنی جگہ سے اٹھا اور رابرٹ کے پاس پہونچکر کہا:۔

یہ معمولی مقابلہ نہیں قوم کی فتح و شکست کا انحصار اسی پر ہے جس سنگدلی سے

ظالم لٹیروں نے رات کو ہمارے بھائی یونانیوں کو قتل کیا ہے وہ تم سے پوشیدہ نہیں
ہم اپنی فتح کا شگون تمہارے مقابلہ سے لیں گے ضرورت ہے کہ تم اس بے ایمان
کی ہڈیاں چبا ڈالو۔ میں ایک بات تم سے اور بھی کہہ دیتا ہوں علاوہ اس کے کہ یہ
ہمارا جانی دشمن اور خداوند سے گمراہ انسان ہے یہ تمہارا رقیب اور مہ جبین سفیریہ
کا خواستگار ہے۔ اگر یہ اسوقت تمہارے ہاتھ سے بچ گیا تو نہ معلوم کیا کیا گل کھلائیگا
آج اپنی جرأت اور شجاعت دکھاؤ اور اس مکار کو ہماری سب کی آنکھوں کے
سامنے تکابوٹی کردو۔

رابرٹ۔ واقعہ یہ ہے کہ مجھ کو اس پدڑی پر ہاتھ اٹھاتے شرم آتی ہے کوئی مسلمان
کا بہادر ہوتا تو مقابلہ کا مزا اور وار کا لطف اٹھاتا یہ تو خود بکری کی صورت
کا انسان ہے اس جیسے اگر چار بھی لپٹ جائیں تو تنکوں کی طرح ٹکڑے اڑادوں

گریگوری۔ بیشک مردانگی اسی کا نام ہے رات کے یونانی بھائیوں کا بدلہ اس
سیاہ روسے لو اور ککڑی کی طرح اس کا سر اڑا کر پھینکدو کہ ہمارے کلیجے ٹھنڈے ہوں۔

خداوند۔ ہوں۔ ہوں۔ ہوں۔

یوسف ایک خاموش صورت انسان گردن نیچی کئے خاموش کھڑا تھا۔ کہ
گریگوری نے اس سے کہا۔

آج ہم اپنی لڑائی کا شگون تجھ منحوس کے خون سے لیتے ہیں رات کو تم لٹیروں
نے جو ستم ڈھایا ہے اور یونانی شجاعوں کو قتل کیا ہے وہ ہمارے دل پر لکھا
ہوا ہے اسوقت اس کا بدلہ تجھسے لیا جائے گا اگر ہمت ہو تو کچھ شجاعت کے جوہر
دکھا اور اس طرابلسی جری کی زد سے بچ ورنہ تجھ جیسے چار کو آناً فاناً جہنم میں
پہنچا دے اور خاک میں ملا دے۔

یوسف۔ اگر موت اسی طرح مقدر میں ہو تو مشیت کے آگے سر تسلیم خم کرنا انسانیت

کا فرض ہے کیا تعجب ہے کہ شجاع طرابلسی جیسا تم خیال کرتے ہو ایسا ہی ہو۔

خلیفہ نے رومال کا اشارہ کیا اور رابرٹ نے للکار کر کہا۔

سامنے آنا ہنجار کمینے گو تیرے خون سے اپنی تلوار آلودہ کرنا قوم طرابلسی کو ناپاک کرنا ہے مگر یہ ایک عظیم الشان جنگ کا شگون ہے اسلئے آ کہ تجھے قتل کر دوں۔

یوسف مسکراتا ہوا آگے بڑھا اور صرف اس قدر کہا:۔

"ہاں دیکھ صداقت کے جوہر کیا ہیں"

اتنا کہہ کر یوسف نے ایک گرز رابرٹ کے سر پر مارا مگر رابرٹ سچیت تھا بچا اور بچتے ہی ایک وار تلوار کا یوسف پر کیا مگر یوسف بائیں جانب نہ ہٹ جائے تو یہ وار گھوڑے تک کے ٹکڑے اڑا دے۔ یوسف کے بچتے ہی رابرٹ نے گرز کا ایک اور وار کیا۔ اور اسکے ساتھ ہی چاروں طرف سے واہ وا واہ وا کے نعرے بلند ہوئے اس متفقہ آواز نے یوسف کو بہت پریشان کیا وہ یہ سمجھتا تھا کہ یہاں پاؤں تلے کی چیونٹی بھی جان کی دشمن ہے یہ تنومند قوی ہیکل رابرٹ اگر زیر بھی ہو گیا تو یہ لوگ مجھ کو زندہ نہ چھوڑینگے۔ تاہم اسنے اپنا دل کڑا کیا اور اس زور سے کلمہ توحید پڑھا کہ تمام میدان گونج اٹھا خلقت متحیر تھی کہ کیا ہوا۔ مگر یہاں رنگ ہی کچھ اور تھا تلوار لئے ہوئے یوسف حریف کے سر پر سوار تھا ہر چند رابرٹ نے بچنے کی کوشش کی جدھر یوسف کی تلوار جاتی تھی ادھر سپر سامنے کرتا تھا اس موقعہ پر یوسف نے یہ تدبیر کی کہ ہاتھ پر تلوار مارنے کا قصد کیا رابرٹ نے سپر سامنے کی مگر یہ یوسف کی محض ایک ترکیب تھی رابرٹ ہاتھ کو بچاتا رہا اور یوسف نے اللہ اکبر کہہ کر اس زور سے ہاتھ سر پر مارا کہ گردن ایک طرف اور دھڑ دوسری طرف تڑپ رہا تھا ابھی تک لوگ مغالطہ میں تھے اور اپنے دھوکے میں یہ سمجھ کر کہ رابرٹ کامیاب ہوا

خوشی کے نعرے لگاتے رہے لیکن یوسف کا سامنے آنا تھا کہ سب کی خوشیوں پر پانی پھر گیا۔ بیرس ایک بہادر جوش میں آکر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا۔

یہ محض اتفاق تھا کہ سیپر رابرٹ کے ہاتھ میں رک گئی۔ اگر ہمت ہو تو لے میرے وار کو روک۔ ابھی خداوند کی اجازت بھی نہ ہوئی تھی کہ بیرس فوراً آگے بڑھا بگولے کی طرح اٹھا اور بجلی کی طرح گرا ہر طرف سے تحسین و مرحبا کے ساتھ یہ صدا بلند ہوئی۔

شگون نیک ہے دشمن کا سر کچلنے کو ہم میں سے ہر شخص موجود ہے ضرور یہ زندہ نہ رہے۔

بیرس نے پے درپے دو وار کئے مگر یوسف دونو مرتبہ دائیں بائیں بچا اب اسکے سوا چارہ نہ تھا کہ سنبھلتا اور سنبھلکر ایک گرز لے کر بڑھا اسکو خالی دیتے ہوئے یوسف نے فوراً ایک تلوار اس زور سے سر پر دی کہ آدھے سے زیادہ سر اور شانہ کے پار تھی بیرس کا گرنا تھا کہ خداوند اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے ساتھ ہی گریگوری بھی اور تماشائی وسیلانی بھی۔

یہ ایک غیر معمولی منظر تھا اور نہ معلوم ندامت تھی یا طیش کہ کسی نے یوسف کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا اور دم بھر میں اسکے سوا دو دو آدمی کا پتہ نہ تھا۔

(۲۹)

یونانی سپہ سالار مسلح فوج کے سامنے کھڑا ہے رات ختم کے قریب ہے اور آفتاب اپنا رخ روشن عنقریب دکھانے والا ہے تارے ابھی موجود تو سب ہیں مگر پھیکے پڑ چکے ہیں اور باری باری بزم احباب سے رخصت ہو رہے ہیں۔

سپاہیوں کے ہاتھ تلواروں کے دستوں پر تھے کہ سپہ سالار نے کہا یہ ہمارا حملہ معمولی حملہ نہیں ہم کو اسمیں کوئی شہر فتح کرنا ہے نہ کسی جگہ کو بچانا بلکہ ہم کو اپنے ان

بھائیوں کے خون کا بدلہ ظالموں سے لینا ہے جو بے یار و مددگار جنگلوں میں پہاڑوں میں سرائوں میں اور میدانوں میں لوٹے گئے گھسوٹے گئے مارے گئے قتل کیے گئے مسلمانوں نے سمجھا تھا کہ یونانی بے مادث ہیں ان کا کوئی حمایتی اور مددگار نہیں انھوں نے جس طرح ہمارے ممالک تاراج و برباد کئے ہماری عورتیں رانڈ اور بچے یتیم کیے۔ اسکی مثال اب کیا آیندہ بھی دنیا میں پیش نہ آئے گی۔ یہ اس سنگدلی کے بدلے کا وقت ہے اور تم کو دکھانا ہے کہ بیگناہوں کا خون کس طرح رنگ لاتا ہے ہمارا بریفر بدنصیب تھا کہ اپنے جوش میں بے تحاشا گرا اور اس طرح گھرا کہ قزاقوں نے اسکو نہ نکلنے دیا لیکن جو شجاعت اور بہادری مسلمانوں کو پہلے روز دکھا گیا اور سینکڑوں لٹیروں کو خون کے گھاٹ اوتار دیا وہ ان سے بھی پوشیدہ نہیں یہ انکا حوصلہ اور دل گردہ کہ ان ہی کے گھر پر ان ہی میں پہونچکر کشتوں کے پشتوں لگادیے اور ایسے دانت کھٹے کئے کہ عمر بھر اسکی تلوار کا مزہ فراموش نہیں کر سکتے۔ لطف یہ ہے کہ غروب آفتاب سے قبل ایک مسلمان سرزمین طرابلس پر زندہ نہ رہے اور ہم جو اسوقت حملہ کی غرض سے اسطرح روانہ ہو رہے ہیں کہ خداوند اور شہنشاہ دونوں ہم کو فتح کی دعا سے رخصت کر رہے ہیں فاتح کی حیثیت سے اس طرح داخل ہوں کہ یہ سرزمین ہمارے قدم چومے۔

یونانیوں کا جوش و خروش پہلے ہی بڑھا ہوا تھا سپہ سالار نے اپنی تقریر سے اور بھی تیز کر دیا۔ ہر طرف سے اقرار و معاہدہ کی صدائیں کانوں میں آئیں اور خداوند کا حکم پاتے ہی یہ لشکر حملہ کے واسطے روانہ ہوگیا۔

مسلمان نماز مغرب سے فراغت پاکر مشورہ میں مصروف تھے اور سوچ رہے تھے کہ ان حالات میں کہ دشمن خاموش بیٹھا ہے کیا کرنا چاہیے کہ سامنے سے گرد اٹھتی دکھائی دی عبداللہ نے فوراً فوج کو مسلح ہونے کا حکم دیا اور آناً فاناً مسلمان بھی مقابلہ کے واسطے تیار ہوگئے خیال یہ تھا کہ یونانی پڑاؤ کر کے پہلے گفت و شنید کرینگے۔

اور اس کے بعد مقابلہ ہوگا مگر جوشیلے یونانیوں میں اب صبر کی تاب اور قیام کی ہمت نہ
تھی وہ مسلمانوں کے سر پر آ پہنچے اور اس سے پہلے کہ کسی قسم کی گفتگو ہو تیروں کا ایسا مینہ
سر پر برسایا کہ اگر مسلمان بھی ترکی بہ ترکی جواب دینے کے قابل نہ ہوتے تو تعجب نہیں
لشکر کے پاؤں اکھڑ جاتے قریباً دو گھنٹے تک یہ معرکہ رہا اور فریقین کے اکثر جانباز
کام آئے۔ عبداللہ بن سعد نے یہ رنگ دیکھ کر عام حملہ کا حکم دیا اور مسلمان اس طرح
ٹوٹے کہ ہر طرف خون کے دریا بہا دیئے۔

آفتاب کی زبردست شعاعیں ماند ہو چکی تھیں دن ختم ہو چکا تھا۔ مگر دونو
فوجوں کی ہمت میں فرق نہ آیا۔ مگر اندھیرے میں اس کے سوا چارہ
نہ تھا کہ مجبوراً لڑائی دوسرے روز کے واسطے ملتوی ہوئی۔ مسلمانوں کو آج شبخون کا
پورا یقین تھا اسلئے نماز عشا کے بعد بجائے اسکے کہ وہ سوتے بدستور مسلح رہے
آدھی رات کے وقت عبداللہ بن سعد نے خود ہی شبخون کا حکم دیا۔ آج یونانی دن بھر کے
تھکے ہارے بے خبر سوتے تھے۔ مسلمانوں نے جی کھول کر حملہ شروع کیا اور اس
بے جگری سے لڑے کہ یونانیوں کے بھی چھکے چھوٹ گئے۔ تاریکی شب ان کے واسطے
بسا غنیمت تھی مطلوع آفتاب نے جب ان کو دکھایا کہ فوج کا بڑا حصہ ختم ہو چکا
اور خود سپہ سالار فوج قتل ہو چکا تو پاؤں اُکھڑ گئے۔ مسلمان اس پست ہمتی کو تاڑ گئے
اور اپنے سپہ سالار کا اشارہ پاتے ہی تلواریں سونت کر ایسے گرے کہ ہر چند یونانی شجاع
نے اپنی فوج کی ہمت بڑھانے کی کوششیں کیں مگر ایک کوشش بھی کارآمد نہ ہوئی اور
سب رفوچکر ہو گئے۔

(۳۰)

کیا اسکے یہ معنی ہیں کہ میں تمہاری شجاعت کی داد دوں؟

یوسف۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں یہ تم نے کیونکر سمجھا۔

سفیریہ۔ تو کیا میں آپ کی روحانیت کا اعتراف کروں۔

یوسف۔ میں اسیر بھی تم کو مجبور کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتا۔

سفیریہ۔ مگر خواہش تو ہے۔

یوسف۔ یہ تو انسانی فطرت ہے کہ وہ اپنے عزیز کی بہتری کا خواہشمند ہوتا ہے تم اگر مرقعہ پر موجود ہوتیں تو دیکھ لیتیں کہ کس طرح خدائے واحد نے جسپر مجھکو کامل اعتماد اور پورا یقین تھا کس طرح میری مدد کی۔

سفیریہ۔ تم کو یہ یقین ہے کہ میں وہاں موجود نہ تھی۔

یوسف۔ تمہاری مہماں نوازی اور ذرہ پروری سے تو یہ بھی امید ہے کہ جس طرح تم نے ایک ذلیل انسان کی یہ کچھ عزت افزائی کی ہے اسی طرح اسوقت بھی تم اپنے خادم کی جرأت و ہمت کا تماشہ دیکھ رہی ہوگی۔

سفیریہ۔ ہاں یہ تو درست ہے۔ لیکن خدا کی اعانت میں نے نہ دیکھی۔

یوسف۔ وہ خدا کی عنایت تھی کہ ایک کمزور انسان فاقوں کا مارا قید کا چھوٹا زخمی بیمار ایک تنومند ہٹے کٹے آدمی پر غالب آئے اور دوسرے پر بھی۔

سفیریہ۔ ہاں وہ تو کمال تھا۔

یوسف۔ تم کمال سمجھو میں اس کمال ہی کو خدا کی عنایت کہتا ہوں یہ بھی دیکھا کہ خداوند بھی مرقعہ پر موجود تھے۔

سفیریہ۔ ہاں افسوس ہے کہ خداوند نے بھی اسکی مدد نہ کی۔

یوسف۔ مکار خداوند ایک گنہگار انسان ہے وہ کیا مدد کرتا۔ اور یہ بھی سنا کہ اسی خدا نے جو وحدہٗ لاشریک ہے اپنے فضل و کرم سے یونانیوں کو شکست دی اور ایسے دم دبا کر بھاگے کہ پلٹ کر دیکھا تک نہیں مسلمانوں کا فاتح لشکر شہر پناہ کی دیواروں کے نیچے پڑا ہے اور عنقریب بفتح مندیہاں داخل ہونے والے ہیں۔

سفیریہ۔ ہاں سنا تو میں نے بھی ہے اور سنا گیا ہے گر گیوری اور پاپا سب کے سب غلط
کے قدموں میں رات بھر لوٹتے اور کل سے بہت پریشان ہیں۔

یوسف۔ میں اب بھی یہ نہیں کہتا کہ مسلمان یقیناً کامیاب ہونگے مگر ہاں میرا عقیدہ
یہ ہے کہ اگر انھوں نے صدق دل سے التجا کی اور ہمت نہ ہاری تو خدا ان کی مدد کریگا۔

دوپہر کا وقت تھا آفتاب دونوں کے سروں پر زور شور سے چمک رہا تھا اور کنار
دریا پر یوسف و سفیریہ کھڑے اس طرح باتیں کر رہے تھے کہ دور سے ایک کشتی آتی ہوئی
دکھائی دی۔ متعجب ہوکر دونوں کے دونو اسی طرف دیکھ رہے تھے کہ آٹھ مسلح آدمی کشتی
میں سے اترے اور دونو کو گھیرے میں ڈالکر کہا :۔

ہمارا سردار جیفری تم دونوں کے ہاتھ سے اس روز رات کے وقت قتل ہوا اس کی
تمام امیدیں دل کی دل میں رہیں اور آرزوئیں خاک میں مل گئیں۔ وہ مرنے والا تنہا نہ تھا
اپنے پیچھے بھی کچھ مددگار چھوڑ گیا ہے۔ ہم آٹھ نہیں آٹھ ہزار نہیں آٹھ لاکھ ہیں
اور تم دونوں کے واسطے تمام طرابلس کو خاک سیاہ کر دینگے۔ یوسف سوچ ہی رہا تھا
کہ کیا جواب دے کہ ایک شخص نے آگے بڑھ کر ایک تلوار اس زور سے اسکے سر پر ماری
کہ سیدھا ہاتھ جھول گیا اور دو تین سپاہیوں نے آگے بڑھ کر اسکو فوراً گرفتار کر لیا یوسف
کے بعد سفیریہ کی گرفتاری مشکل کام نہ تھا اسکو لے کر کشتی میں بیٹھے زخمی یوسف کو وہیں
چھوڑا اور سفیریہ کو ساتھ لے ایک طرف روانہ ہو گئے۔ رات سر پر آئی اور ختم ہو گئی۔
صبح کے وقت یوسف ہوشیار ہوا تو سفیریہ کہیں کی کہیں نکل چکی تھی ہاتھ کو کسکر باندھا
اور سوچنے لگا کہ کس سمت جاؤں اور کیا کروں یہ تو ظاہر ہے کہ یہ آٹھوں آدمی الجیریہ
کے رہنے والے تھے اور یقیناً ماہ جبین سفیریہ ان کے قبضہ میں وہیں پہونچی مگر میں
کس طرح وہاں جاؤں اور کیونکر پہونچوں کشتی کا کوسوں پتہ نہیں گھوڑا بھی یہاں سے
دور ہے :۔

یونانیوں کی شکست نے عبداللہ اور گریگوری دونوں کے حواس باختہ کر دئے اس عظیم الشان لشکر کی پسپائی معمولی بات نہ تھی۔ گریگوری کو اپنی شکست کا کامل یقین تھا شگون بھی چونکہ خلاف رہا اور یوسف نے ایک چھوڑ دو حریف قتل کئے اسلئے گریگوری کی رات کی نیند اور دن کی بھوک سب اڑ گئی تھی۔ ہر وقت عبداللہ کے قدموں میں پڑا رہتا اور دعا کا ملتجی تھا مگر بدقسمتی سے عبداللہ کو خود شکست کا اندیشہ پیدا ہو گیا تھا اور جان پر بنی ہوئی تھی اب سفیریہ کے عشق کا فکر تھا نہ یوسف کے قتل کی کاوش تعجب یہ تھا کہ یونانی لشکر کی تعداد مسلمانوں سے بہت زیادہ تھی اور پھر بھی کامیاب نہ ہو سکے گریگوری ڈیڑھ لاکھ کے قریب لشکر جمع کر چکا تھا لیکن یونانی تجربہ نے اس تعداد کی وقعت خاک میں ملا دی تھی کوشش کی کہ کسی طرح کچھ دے دلا کر دشمن کو ٹالدوں تین شبانہ روز نامہ بر دوڑتے رہے مگر جب عبداللہ بن سعد کا یہ آخری اور فیصل جواب آگیا کہ اسلام اور جزیہ کے سوا کوئی صورت لڑائی نہیں روک سکتی تو مجبور ہو گیا۔ تعجب نہیں کہ گریگوری جزیہ بھی منظور کر لیتا مگر عبداللہ کی شان کس طرح گوارا کر لیتی۔ اسلئے لڑائی ٹھنی اور جب مسلمانوں کو بھی اچھی طرح یقین ہو گیا کہ گریگوری ایمان لائیگا نہ جزیہ دیگا تو ایک روز دوپہر کے وقت انھوں نے حملہ کر دیا۔

گریگوری صلح کی گفتگو کر رہا تھا مگر اتنا بے وقوف نہ تھا کہ دشمن کے حملہ سے بیخبر ہو جاتا اسکی ڈیڑھ لاکھ مسلح فوج شہر پناہ پہ پڑی ہوئی تھی دشمن کے آگے بڑھتے ہی دروازہ سے باہر نکلی اور کنارہ دریا پر شہر پناہ کی دیواروں کے نیچے لڑائی شروع ہو گئی۔

عبداللہ بن سعد نے مقابلہ نہایت دلیری سے کیا اور متواتر تین دفعہ کوشش کی کہ شہر کے اندر داخل ہو جائیں مگر طرابلسی جوان حلوا نہ تھے اس سختی سے اڑے اور بہت سے لڑے کہ مسلمانوں کی ایک کوشش بھی کامیاب نہ ہوئی اور اب اسکے سوا چارہ نہ تھا کہ

رات کو لڑائی ملتوی ہوتی۔

(۳۲)

ایک سرسبز و شاداب چمن کی خوشنما بارہ دری میں جہاں دور دور تک پھول مہک رہے تھے نازنین طرابلس مہ جبین سفیریہ خاموش کھڑی ہے اور والی الجیریہ ایک زرنگار کرسی پر بیٹھا شراب پی رہا ہے اس نے ایک پیالہ پی کر سفیریہ کی طرف دیکھا اور کہا:۔

اب مجھے یقین ہو گیا تو جس قدر حسین ہے اس سے زیادہ بدنصیب ساری رات سمجھاتے ہوئے صبح ہوئی خیال یہ تھا کہ تو الجیریہ کی حکومت اور تمام سلطنت کی مالک ہوگی مگر معلوم ہوا کہ اب تیرے سر پر موت کھیل رہی ہے لیکن اس سے پہلے کہ میں تیرے واسطے کوئی سزا تجویز کروں تجھ کو ایک دفعہ اور سمجھاتا ہوں۔

او بدنصیب حسینہ اپنے اوپر نہیں اپنے حسن پر رحم کر یہ صورت سزا کے لائق نہیں قدر کرنے کے قابل ہے تجھ کو معلوم ہے کہ میری آنکھ کے ایک اشارہ سے تیری زندگی اور موت کا فیصلہ ہے اپنی ہٹ اور ضد چھوڑ اور میرے پہلو میں بیٹھ کر الجیریہ پر حکومت کر۔

رات ختم کے قریب تھی اور والی الجیریہ نشہ میں چور کہ اس فقرہ کے ختم ہوتے ہی ایک شخص بارہ دری میں داخل ہوا اور خاموشی کے ساتھ تلوار کا ایک وار اس زور سے کیا کہ والی کی گردن زمین میں تڑپنے لگی۔

سفیریہ نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو یوسف تھا متحیر ہو کر کہنے لگی۔ پہرہ داروں کی آنکھوں میں کیا خاک جھونکی۔

یوسف۔ ان کا بھی یہی حشر ہوا چلو اب جلدی کرو آفتاب طلوع ہونے سے قبل ہم کو دور نکل جانا چاہیئے۔

سفیر یہ۔ گھوڑے موجود ہیں؟
یوسف۔ موجود ہوتے کیا دیر لگتی ہے اصطبل سامنے موجود ہے۔ یوسف اور سفیر یہ دونو باہر نکلے۔ یوسف نے اصطبل سے دو گھوڑے لیئے اور دونو سوار ہوکر الجیریہ کے شہر پناہ تک پہونچے ہونگے کہ طائرانِ خوش الحان نے صبح کا پیام دیا۔ ابھی تاریکی موجود تھی دونو طرابلس کی سڑک پر روانہ ہوگئے۔

(۳۳)

مسلمانوں نے دل کھول کر حملے کئے دن کو کئے رات کو کئے علی الاعلان کئے خاموشی کے ساتھ کئے مگر جانبازانِ طرابلس کے سامنے ایک پیش نہ گئی شہر کا دروازہ لوہے کا قلعہ ہوگیا۔ کہ خون کی ندیاں بہ گئیں مگر مسلمان اندر داخل نہ ہوسکے متواتر ناکامیوں سے عبداللہ بن سعد کی ہمت پست ہوگئی اور اب لڑائی کا رنگ یہ رہا کہ مسلمان دن بھر داخلہ کی کوشش کرتے اور ناکام رہ کر شام کو سو جاتے۔ چند مسلح آدمی باری باری پہرہ دیتے کہ دشمن شبخون نہ مارے مگر دن بھر کی کوفت کے بعد عیسائیوں کی بھی یہ ہمت نہ ہوتی کہ رات کو باہر نکلتے اور حملہ کرتے۔

گریگوری نے علم طور پر اعلان کر دیا تھا کہ جو شخص عبداللہ بن سعد کا سر کاٹ کر لائے اسکو پچاس ہزار اشرفی اور اپنی لڑکی انعام دونگا اس لالچ نے عیسائیوں کی ہمت اور بڑھا دی تھی اور اس طرح کٹ کٹ کر لڑتے تھے کہ قدم پیچھے ہٹنے کا نام نہ لیتا تھا۔ اس اعلان نے عبداللہ کو بھی پریشان کر دیا اور ان کو پورا یقین ہوگیا کہ دشمن صرف میرے سر کی فکر میں ہیں نتیجہ یہ ہوا کہ عبداللہ میدان جنگ میں کم آئے اور اگر آئے بھی تو نہایت احتیاط کے ساتھ۔

مسلمانوں کا یہ محاصرہ کئی ہفتہ تک جاری رہا لیکن اندر داخل نہ ہوسکے عیسائیوں نے بھی سر توڑ کوششیں کیں مگر وہ بھی مسلمانوں کو اپنے حدود سے باہر کرنے میں ناکام رہے

نتیجہ یہ ہوا کہ لڑائی نے بہت زیادہ عرصہ لیا ہفتوں سے مہینوں ہو گئے دن بھر زور شور سے لڑائی رہتی مگر کوئی فیصلہ نہ ہوتا۔ مسلمانوں کے واسطے یہ خرابی اور تھی کہ وطن ان سے ہزاروں کوس دور تھا اور کمک پہونچ نہ سکتی تھی نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ جس قدر آدمی ضائع ہوتے پھر ان کی تلافی نہ ہوتی تھی۔ ہر روز فوج کم ہو رہی تھی اور دشمن اس حالت سے ناآشنا نہ تھا اور اچھی طرح سمجھ رہا تھا کہ چند روز بعد مسلمان خود ہی ناامید ہو کر بھاگ جائینگے اسی واسطے محاصرہ کی طوالت نے طرابلسیوں کو زیادہ پریشان نہ کیا۔ مسلمانوں کے پاس کھانے اور پانی تک کے ذخیرے ختم ہو گئے اول تو وہ ذخیرے تھے ہی کیا مگر پھر بھی جو کچھ تھا وہ کب تک ساتھ دیتا شہر بند وطن دور سخت مشکل پیش آئی دن بھر لڑتے اور رات کو جنگل کے پھل توڑ کر لاتے اور گذارہ کرتے طوالت جنگ نے اور بالخصوص ایسی حالت میں کہ بعض دفعہ خود عبداللہ بھی ساتھ نہ ہوتے مسلمانوں کے چھکے چھڑا دیئے اور ان کی امنگوں میں فرق آگیا۔ اس موقعہ پر عبداللہ نے یہ ہی مصلحت سمجھی کہ اپنی جان کی پرواہ نہ کریں اور جب تک میدان کارزار گرم رہے موقعہ پر موجود رہیں۔ متواتر تین روز عبداللہ نے ایسی جگر خراش تقریریں کیں کہ ٹوٹی ہوئی ہمتیں پھر بندھیں اور مسلمان اسی جوش و خروش سے لڑنے لگے۔

گریگوری کا انعام روز بروز ترقی کر رہا تھا اس نے اشرفیوں کی تعداد ایک لاکھ کردی اور اس لالچ میں کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ طرابلسی اپنی جان پر کھیل کر رات کیوقت محض عبداللہ کا سر کاٹنے لشکر میں گھس آئے اور گرفتار ہو کر قتل کئے گئے اسوقت مسلمانوں نے بھی مناسب سمجھا کہ اپنے سپہ سالار کی خاص طور پر حفاظت رکھیں اور ان کو ایسی جگہ چھپائیں کہ کسی کو پتہ نہ چلے۔

لڑائی کو تین مہینے سے زیادہ ہو گئے۔ گرمی قیامت خیز تھی اور کنار دریا کا جلتا بھلستا ریت آفت بپا کرتا تھا مسلمان اب دوپہر تک حملہ کرتے اور اس کے بعد

لڑائی بند کر دیتے عیسائیوں نے بھی اسکو غنیمت سمجھا اور گو اس گرمی کے وہ اچھی طرح عادی تھے۔ لیکن اس مہینوں کی جنگ نے ان کو بھی اس قدر پریشان کر دیا تھا کہ لڑائی کا دو پہر تک رہنا ان کو بھی غنیمت معلوم ہوا۔

(۳۴)

اب بغیر کشتی کے پار جانا قطعی ناممکن ہے اور بغیر پار جانے منزل مقصود پر پہونچنا معلوم۔ دو پہر ہو چکی اور تھوڑی دیر بعد شام اور رات اگر دن کے وقت پار کا انتظام نہ ہو سکا تو رات کو کیا ہو گا۔

یوسف۔ میں خود اسی پریشانی میں ہوں اور میرے خیال میں تو اسکے سوا چارہ نہیں کہ ہم خدا کا نام لے کر گھوڑے دریا میں ڈالدیں۔

سفیریہ۔ تم بھی بعض دفعہ بچوں کی سی باتیں کرتے ہو بھلا یہ سمندر ایسا ہے کہ گھوڑے پار ہو جائیں۔

یوسف۔ کنارہ کچھ دور نہیں وہ دیکھو ٹاپو نظر آرہا ہے وہیں سے طرابلس کا رستہ لو۔

سفیریہ۔ گھوڑا ں تک پہونچنا بھی تو منہ کا نوالہ نہیں۔

یوسف۔ ہمت ہو تو اب پہونچے۔

سفیریہ۔ اگر تمہاری یہی خوشی ہے تو خیر یہاں بھی تو ہم نرغہ میں ہی ہیں۔

یوسف۔ آؤ تو بسم اللہ۔

دونوں نے پانی میں گھوڑے ڈالدیئے یہ ان کو معلوم نہ تھا کہ دونوں گھوڑے سمندری تھے اور صرف اسی کام کے واسطے مخصوص تھے۔ کہ پار لیجائیں مشکل سے ایک گھنٹہ لگا ہوگا کہ یوسف اور سفیریہ ٹاپو میں تھے۔ یہاں پہونچکر دونوں نے خدا کا شکر ادا کیا اور طرابلس کا رستہ لیا۔

آج چاندنی رات تھی اور جنگل بیابان میں جہاں ہوا کے سناٹے کے سوا

کوئی آواز نہ تھی چاندنی بیتابانہ سفیریہ کے قدموں میں لوٹ رہی تھی ہوا زلف سیہ کو چھیڑ چھیڑ کر ادھر ادھر بکھیر رہی تھی اور یہ کچھ ایسا پر لطف منظر تھا کہ یوسف بھی بیتاب ہوگیا اسکی زبان سے یہ نکلا:-

"میں اپنے خدا کا کس طرح شکر یہ ادا کروں کہ اس حسین لکھڑے کو مجھ جیسے وحشی کا مونس بنایا"

سفیریہ۔ کیا اب کوئی اور سودا ہوا۔

یوسف۔ کیا غلطی ہوئی۔

سفیریہ۔ حسن کیا معنی رکھتا ہے۔

یوسف۔ اسکی تفسیر سفیریہ سہ جبین طرابلس۔

سفیریہ۔ کیا بالکل ہی ہوش جاتے رہے۔

یوسف۔ نشہ بہت تیز ہوگیا مگر یہ صداقت کا نشہ ہے جس میں نفسانیت نہیں۔

سفیریہ۔ یہ سب کہنے کی باتیں ہیں اس قسم کی باتیں نہ کرو۔

سفیریہ کو آج جاگتے ہوئے تیسری رات تھی ادھر افکار سے ہوا اطمینان اوپر ٹھنڈی ہوا کے جھونکے ان پر یوسف کی محبت آمیز گفتگو گلابی ڈورے آنکھوں میں دوڑ گئے اور نیند کے جھونکے آنے لگے۔ پچھلا پہر تھا کہ یوسف نے کہا یہ اطمینان کی جگہ ہے اور طرابلس یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے دیکھ رہا ہوں کہ رسیلی آنکھوں میں نیند کا پیام آرہا ہے میں جاگ رہا ہوں تم تھوڑی دیر کے واسطے آرام کرلو۔

سفیریہ۔ ضرورت تو ہے مگر مصلحت نہیں۔

یوسف۔ نہیں کوئی مضائقہ نہیں۔

سفیریہ۔ کچھ مناسب نہیں معلوم ہوتا۔

یوسف۔ اشد ضرورت ہے ایسا نہ ہو خدانخواستہ طبیعت ناساز ہوجائے۔

یوسف کا اصرار جب حد سے بڑھ گیا تو سفیریہ مجبور ہوئی اور اسنے اپنا گھوڑا روکا۔ سامنے ایک پرانی عمارت کا کھنڈر شاہانِ گزشتہ کا مرثیہ پڑھ رہا تھا دونوں وہاں پہنچے گھوڑوں کو درخت سے باندھ دیا اور سفیریہ ایک پتھر پر سر رکھکر سو گئی۔

ابر کا ایک ہلکا سا ٹکڑا آسمان پر نمودار ہوا اور تھوڑی دیر میں چاند کو آغوش میں لے لیا۔ یوسف اس منظر میں منہمک تھا کہ ایک صحرائی درندہ سفیریہ کی پشت سے دہاڑا اور اسکی طرف لپکا یوسف یہ کیفیت دیکھتے ہی لپکا اور تلوار نکالکر درندہ کے سر پر جا پہونچا اب جانور نے سفیریہ کو چھوڑکر یوسف کی طرف رخ کیا۔

یوسف پہلے سے ہشیار تھا جانور کی دہاڑ سے سفیریہ کی آنکھ بھی کھل گئی تھی ادھر جانور نے حملہ کیا ادھر یوسف نے تلوار اس زور سے پیٹ میں بھونکی کہ خون کا دریا بہہ گیا جانور تلوار لیئے چاروں طرف تڑپتا پھرتا تھا مگر تلوار نہ نکلتی تھی بے دم ہوکر نیچے گرا تو یوسف نے قریب پہونچکر ایک وار اور کیا یہ پورا وار تھا کام تمام ہوا اور جانور نے وہیں دم توڑ دیا تو دیکھا شیر تھا سفیریہ نے یوسف کی مردانگی پر مرحبا کہا اور دبی زبان سے یہ بھی کہدیا کہ تم نے ناحق اپنی جان خطرہ میں ڈالی میری جان جاتی تھی جانے دیتے۔

یوسف۔ کیا تمہارے بعد بھی زندگی زندگی کہلائی جاسکتی ہے۔

سفیریہ۔ ان باتوں میں کیا رکھا ہے۔ میرا مذہب جدا تمہارا جدا میں کہاں تم کہاں اور تھوڑا سا ساتھ ہے۔

یوسف۔ خدا کا واسطہ مجھ بدنصیب پر رحم کرو اس زخم پر نمک نہ چھڑکو۔

سفیریہ۔ اسمیں رحم اور نمک کا کیا واسطہ۔

یوسف۔ تم اسکو مجھ سے بہتر سمجھ سکتی ہو۔

(۳۵)

خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی ایک درخت کے نیچے جا رہے تھے میں نگران کے چہرہ

تفکر و انتشار کے آثار ظاہر ہیں مسلمانوں کا ایک گروہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا احمد سعد ابن موسیٰ نے عرض کیا :-

امیرالمومنین اس قدر فکر کی ضرورت نہیں خدا ہمارا مددگار ہے۔ اگر تقدیر میں شکست نہ ہے تو عبداللہ بن سعد شہید ہو چکے ہونگے ورنہ مجھے امید نہیں کہ مسلمان طرابلس میں شکست کھائیں۔ خیال فرمائیے کیسے کیسے جری اور شجاع ان کے ساتھ ہیں جنہوں نے آج تک کسی جگہ منہ نہ موڑا وہ بھلا عیسائیوں سے کیا بھاگیں گے۔

خلیفۂ وقت: مسلمانوں خلافت کا بار وہ بار ہے جس سے خلیفہ اول اور دوم نے ہمیشہ پناہ مانگی میرے دل پر جو کچھ گذر رہی ہے اسکا جاننے والا خدائے برتر کے سوا کوئی نہیں دن رات سوتے جاگتے گھر میں اور باہر اٹھتے اور بیٹھتے ان غریب مسلمانوں کی تصویر ہر وقت پیش نظر ہے جو محض حق کی حمایت میں اپنا وطن اور عزیزان سب کو چھوڑ کالے کوسوں پڑے ہوئے ہیں۔ آج تین مہینہ سے زیادہ ہو گئے کہ ان کی خبر تک معلوم نہ ہوئی کہ کیا گذری۔ اور کدھر ہیں۔ سیستان کا غضبناک میدان اور ہولناک منزلیں وہ قیامت ہیں کہ آدمی کا قدم دھرتے پتہ دہلتا ہے حق یہ ہے کہ ان ہی خدا کے نیک بندوں کی ہمت اور دل گردے تھے کہ منزل مقصود پر جا پہونچے۔ اتنے عرصہ میں ظاہر ہے کہ بہت سے مسلمان شہید ہو گئے ہونگے اسوقت تک کوئی کمک ان کو نہ پہونچ سکی۔ خدا بہتر جاننے والا ہے خود عبداللہ بن سعد کی خبر نہیں شہید ہو چکے یا زندہ ہیں۔ غریبوں کے پاس کچھ کھانے دانے کا بھی تو انتظام نہ تھا کہ اس سے بے فکر رہتے بھلا عیسائی بنا ہماری جان کی دشمن ہے نام سنکر چاروں طرف سے لوگ آ پہونچے ہونگے اور سمٹ سمٹا کر غضبناک حملہ شروع کر دئے ہوں گے۔ اب اسکے سوا چارہ نہیں کہ میں خود طرابلس روانہ ہوں اور کچھ بھی مسلمان زندہ ہیں تو ان کی کیفیت دیکھوں۔ امیرالمومنین کا ارشاد ہوتے ہی لوگوں نے عرض کیا :-

امیرالمومنین ارشاد عالی کے سامنے ہماری مجال نہیں کہ دم مار سکیں لیکن اتنا ضرور عرض کرینگے کہ خود آپ کا وہاں جانا قرین مصلحت نہیں ہم میں سے ہر متنفس جانثاران اسلام کی اعانت اور خدمت کو حاضر ہے۔

امیرالمومنین ۔اگر تم میں سے کوئی اس خدمت کو انجام دے تو میں اپنا قصد ملتوی کر دوں۔

زبیر بن عوام۔ امیرالمومنین یہ ان کی خدمت و اعانت نہیں اپنی عاقبت کی فلاح ہے ہر قدم جو اس رستہ میں اٹھیگا راحت اور سانس جو اس منزل میں آئے گا نعمت ہوگا۔ اجازت ہو کہ میں اپنے بھائیوں کی مدد کو روانہ ہوں۔ جانتا ہوں کہ سیستان کے دروں سے گزرنا مصیبت ہے رستہ خطرناک جنگل ہولناک اور منزل کٹھن ہے مگر خدا مددگار ہے تو بیڑا پار ہے۔

امیرالمومنین نے اٹھ کر زبیر کو گلے لگایا۔ اور دعا دے کر رخصت کیا۔

یہ بھی عجیب نازک وقت تھا زبیر ابن عوام گھوڑے پر سوار ہوکر قریش کے سامنے آئے اور کہا۔ بھائیوں میں اس فانی دنیا کو چھوڑ کر خدا کی طرف جاتا ہوں اور اگر تم میں سے کوئی اس رستہ میں میرا ساتھ دے تو جنت کی طرف چلے رسول اکرم کے چہرہ مقدس کی زیارت کرنی ہو تو اٹھو اور طرابلس کی طرف بڑھو عبداللہ بن سعد اور مسلمانوں کی جمعیت ان مسلمانوں کی جو محض خدا اور اسکے رسول کا نام جپنے والے ہیں عیسائیوں کے نرغہ میں پھنس گئی اور کسی کو خبر نہیں کہ ان کا کیا حشر ہوا۔ قریش کے مختصر آدمی جو اسوقت موجود تھے ابن عوام کی تقریر سے ان کے دل لرز گئے اور انہوں نے کہا کہ ہم خوش نصیب ہیں کہ ہم کو زندگی میں یہ موقعہ میسر آتا ہے کہ اسلام کی خدمت بجالائیں ہم سر آنکھوں سے چلیں گے اور خدا کے نام پہ قربان ہونگے۔

اتنا سنتے ہی زبیر نے اپنا گھوڑا بڑھایا اور صرف اتنا کہا وقت میں اتنی گنجایش نہیں کہ زیادہ دیر لگائیں بس بسم اللہ کرو اور جسکو چلنا ہے چلے۔

مسلمانوں کا یہ مختصر دستہ زبیر ابن عوام کی سرکردگی میں روانہ ہوکر طرابلس چلا رستہ

کی ایذاؤں سے ان کی جان پر بنا دی۔ پانی اور کھانے کو ترس گئے لو کے گرم تھپیڑوں نے جھلسا دیا۔ لیکن کلمۂ توحید پڑھتے چلے جا رہے تھے یہاں تک کہ سیستان کا خوفناک راستہ طے کیا۔ اور منزل مقصود آنکھ کے سامنے تھی۔

(۳۶)

یہ یقینی امر ہے کہ مسلمان عنقریب ہمارے قدموں میں گر کر اپنا پیچھا چھڑائینگے لیکن ہمارا کام اب یہ ہے کہ ایک مسلمان طرابلس سے زندہ نہ جانے پائے ان کی ہمتیں ٹوٹ اور جی چھوٹ گئے۔ روز بروز اور لحہ بہ لحہ ان کی حالت بدتر ہو رہی ہے اب تک وہ حملہ آور کی حیثیت سے کام کر رہے تھے مگر اب وہ وقت ہے کہ ان کو جان کے لالے پڑ گئے اب خداوند کا جو حکم ہو اسکی تعمیل کی جائے۔ یہ فتح صرف خداوند کی دعا سے میسر آئی ہے۔ ورنہ ایک لاکھ کے قریب یونانیوں کا لشکر ان ہی لٹیروں نے برباد کر دیا اور گاجر مولی کی طرح کاٹ کر پھینکدیا۔

خداوند۔ گریگوری افسوس اس امر کا ہے کہ سفیریہ اس پریشانی میں ہاتھ سے نکل گئی تم کو مناسب تھا کہ جب تم نے مجھ سے مہلت لی تھی تو وقت پر اسکو یہاں حاضر کر دیتے اس کے جانے سے بہت سی خرابیاں پیدا ہونگی۔ اگر وہ یوسف کے قبضہ میں پہونچگئی تو اور بھی شرم کی بات ہے میں اسوقت تم سے صرف یہ سوال کرتا ہوں کہ تمہارے وطن کی وہ ہستی جس کا مثل آج دنیا میں موجود نہیں ایک مسلمان کی ملکیت ؟

گریگوری۔ خداوند یقیناً غلطی ہوئی کہ اس لڑائی کے چکر میں میں دنیا و ما فیہا کو بھولگیا اور سفیریہ کا مطلق ہوش نہ رہا ہمنے ایک غلطی یہ بھی کی کہ یوسف کم بخت کو کسی قسم کی سزا نہ دی اور وہ ناہنجار اچھا بھلا زندہ سلامت ہمارے قبضہ سے نکل گیا اگر خداوند از راہ خداوندی اس کا کچھ بھی اتا پتا بتا دیں تو وہ جہاں ہو وہیں سے اس کے نکلوانے کی کوشش کروں۔ مسلمان تو صبح شام رفو چکر ہونے والے ہیں پھر ہما

ترجمہ ساتھ گھنٹہ مقابلہ کیا مگر کل چار ہی گھنٹہ میں ہار گئے اور آج تو وہ مشکل سے دو گھنٹہ ٹھیرے ہوں گے۔

خداوند۔ سفیر یہ تمھارے دامن پر ایک دھبہ ہوگی۔ تم نے غلطی کی وہ غلطی جس کی کوئی تلافی نہیں +

(۳۷)

سعد! یہ اسلام کی شان نہیں کہ ایک شخص جو کلمہ توحید پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہوا اور اپنا بھائی بنا جسے سخت سے سخت مصیبتیں بھگتیں اور تکلیفیں اٹھائیں مگر اپنی صداقت سے الگ نہ ہوا آج اس سے اس طرح غافل ہو جاؤ گو تمہارا اس کا کوئی واسطہ نہیں تھا یوسف جیسے عزیز کے خدمات کا معاوضہ یہ ہی ہونا چاہیے؟ اس نے جیسی جیسی کڑیاں جھیلیں اور جو جو کام کئے وہ ہمیشہ تاریخ کے صفحہ پر روشن رہیں گے نہ معلوم زندہ ہے یا مر گیا۔ اگر وہ زندہ ہے تو معلوم ہونا چاہیئے کہ کس حال میں ہے اور اس پر کیا گزری۔

سعد۔ میں نے ایک لمحہ کے واسطے اسکی خدمات کبھی فراموش نہیں کیں ہر وقت اسکی یاد میرے سینہ اور کلیجہ پر موجود ہے۔ مگر عقل کام نہیں کرتی کہ اس کا پتہ کیونکر لگاؤں طرابلس میں ہمارا داخلہ مطلق ناممکن اگر بھیس بدلکر بھی پہونچوں تو سوا اس کے کہ جان بوجھ کر دشمن کے قبضہ میں جا پھنسوں اور کیا حاصل مجھ کو جو حکم ہو اسکی تعمیل کی جائیگی میں اس کوشش میں اپنی قربانی بھی باعث فخر خیال کروں گا۔

عبداللہ۔ میں خود اس معاملہ میں پریشان ہوں اور باوجود غور و خوض کے ابتک نہ سوچ سکا کہ یوسف کا پتہ کس طرح چل سکتا ہے اور یہ بھی تو نہیں معلوم کہ وہ طرابلس میں موجود ہے یا نہیں۔

سعد۔ طرابلس میں موجود ہوتا تو ضرور کسی نہ کسی وقت دن کو رات کو چوری چھپے اں

آکر کچھ حالات بیان کرتا۔

عبداللہ۔ اسکو یہاں آئے ہوئے ایک ہفتہ سے زیادہ ہو گیا گذشتہ جمعہ کو وہ نماز میں موجود تھا اور تمام کیفیت بیان کر دی تھی جس کھڑکی کے راستہ سے وہ آتا ہے اسی سے لاؤ میں اندر داخل ہو کر اس کا پتہ لگاؤں۔

سعد۔ میں اس رائے سے متفق نہیں ہم اندر جا کر کیا کر لیں گے کسی سے دریافت نہیں کر سکتے کہیں ٹھیر نہیں سکتے۔

عبداللہ۔ ہاں یہ تو درست ہے۔

(٣٨)

آفتاب غروب ہونے کی تیاریاں کر رہا تھا کہ یوسف اور سفیریہ طرابلس کی حدود میں داخل ہوئے۔ دونوں خاموش تھے اور علیحدہ علیحدہ مختلف حالات میں منہمک کہ سفیریہ نے آنکھ اٹھا کر یوسف کی طرف دیکھا اور کہا:۔

ہمارا اس طرح آنا دن میں طرابلس میں داخل ہونا مناسب نہیں ابھی دن ہے اور لوگ ہم کو یقیناً پہچان لیں گے گرفتاری یقینی اور مصیبت ظاہر بہتر یہ ہے کہ یہاں کسی جگہ قیام کریں اور جب رات ہو جائے اسوقت آگے بڑھیں مگر ہاں ہم طرابلس پہونچکر اب کیا لیں گے۔

یوسف۔ طرابلس میں پہونچنا تو ضروری ہے کیونکہ مجھ کو لشکر اسلامیہ میں جانا ہے ایک ہفتہ سے زیادہ ہوا کہ مجھے وہاں کے کچھ حالات معلوم نہیں ہوئے۔ ہاں تمہاری رائے درست ہے کہ ہم ابھی ٹھیرے رہیں اور رات ہو جائے تو شہر میں داخل ہوں

گفتگو یہ ہو رہی تھی کہ چند مسلح آدمی آگے دکھائی دئے اور سفیریہ نے کہا دیکھو یہ دستہ ادھر ہی آ رہا ہے۔

یوسف۔ ہاں آ تو رہے ہیں خدا خیر کرے مگر یہ [illegible] ہیں انہوں نے ابھی ہم کو دیکھا نا

نہیں ممکن ہے ہماری تلاش میں ہوں۔

دونوں نے گھوڑے بڑھا دئے اور ان کے پیچھے مسلح دستہ نے بھی زور سے تعاقب کیا۔ اب آفتاب غروب ہو چکا تھا اور گو قمری مہینہ کی وسطی تاریخیں تھیں مگر ابھی چاند پوری طرح طلوع نہ ہوا تھا کہ دستہ سر پر آپہونچا اور ایک شخص نے للکار کر کہا دونو ٹھیر جاؤ۔ مگر یوسف گھوڑا دوڑائے چلا جارہا تھا اسکے پیچھے سفیریہ تھی کچھ خوف و ہراس تھا کچھ تاریکی تو بچھڑ گئے۔ سفیریہ ایک طرف اور یوسف دوسری طرف۔ مسلح دستہ بھاگم بھاگ چلا جارہا تھا مگر تاریکی نے انکی کوششیں ناکام کر دیں۔ تاہم وہ تو بچھڑے ہوؤں کو یہ یقین ہو گیا کہ ایک گرفتار ہو کر دشمنوں کے پاس پہونچ گیا۔

(۳۹)

تھکے ہارے مسلمان گھنٹوں کا راستہ لمحوں میں طے کرتے اڑے چلے جارہے ہیں بھوک سے پریشان اور پیاس سے حیران ہیں کوسوں دانہ اور پانی کا پتہ نہیں مگر عزم بالجزم میں کسی طرح فرق نہیں آتا۔ رات کا خیال ہے نہ دن کا بھوک کا فکر ہے نہ نیند کا۔ منزلیں طے کر رہے ہیں۔ زبیر ابن عوام نے ایک پڑاؤ پر بعد نماز عصر قریش سے خطاب کر کے کہا:۔

مسلمانوں اس خطرناک سفر میں جو تکلیفیں ہم نے اٹھائیں اسکا بدلہ خدا کے سوا اور کون تم کو دینے والا ہے تم نے بھوکے رہ کر پیاس کی اذیت اٹھا کر جنت مول لی۔ میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ رسول اللہ کے چہرۂ اقدس کی زیارت کو چلو اور طرابلس میں کر لو۔ اب میں تم کو اطلاع دیتا ہوں کہ جنت تمہاری صورتوں کی مشتاق ہے اور خود خدا کا پیارا تمہارے واسطے آب کوثر لئے کھڑا ہے۔ تم نے قریب قریب تمام مصیبت اٹھالی اب تمہاری تکلیفوں کا خاتمہ ہے۔ طرابلس کی شہر پناہ ہماری آنکھ کے سامنے ہے اور ہم عنقریب اپنے ان بھائیوں کے پاس

پہونچنے والے ہیں جو بے یار و مددگار اس سرزمین پر پڑے ہیں۔ مسلمانوں ہمت میں فرق نہ آئے اور جس ثابت قدمی سے یہاں تک پہونچے ہو اسی استقلال سے دشمن کو بھگا دو ۔ مسلمان اپنی بات کے مقابلہ میں جان کی پروا نہیں کرتے اور خدا کے نام پر دل سے قربان ہوتے ہیں۔ میں تم کو مبارکباد دیتا ہوں کہ تم اپنے دور افتادہ بھائیوں تک پہونچ گئے اور بہت جلد وہ نورانی صورتیں دیکھنے والے ہو جو اسلام کی حمایت میں یہاں پڑی ہوئی ہیں۔ زبیر ابن عوام کی تقریر ختم ہوتے ہی لوگوں نے کہا قسم ہے اس خدائے رب العزت کی جسکے قبضۂ قدرت میں ہماری جانیں اور ایمان ہیں کہ اس سے زیادہ خوشی کا وقت عمر بھر نہ دیکھا جو آج ہم کو اسکے فضل و کرم سے میسر آرہا ہے ہمارے دل شوق جنگ میں اور ہماری آنکھیں اشتیاق ملاقات میں تڑپ اور پھڑک رہی ہیں۔ اب تاب انتظار نہیں جلدی کیجئے اور منزل مقصود پر پہونچئے۔

گو مسلمانوں کا اصرار حد سے بڑھ رہا تھا مگر زبیر ابن عوام نے مناسب سمجھا اور مصلحت یہی تھی کہ ابھی رات کا پڑاؤ اور کرلیں۔ اور نماز فجر کے بعد روانہ ہوں۔ مجبوراً سب نے اس رائے سے اتفاق کیا اور وہیں قیام کیا۔

(۴۰)

رات کے دو بجے تھے۔ اور مسلمان فوج کنار دریا پر طرابلس کی شہر پناہ کے نیچے بے خبر پڑی سوتی تھی کہ پہرہ دار کسی آدمی کے قدموں کی آواز سنکر چونکا اور جاسوس کے ساتھ اس طرف چلا آنے والا تیز رفتاری سے بڑھ رہا تھا اور پہرہ والا ادھر ادھر چھپ چھپا اور بچ بچا اس تک پہونچنے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ تاآنکہ پہرہ والا ایک کونہ میں بیٹھ دیکھتا رہا کہ آنے والا مسلح سوار گھوڑے کو ایک طرف باندھ لشکر کے اندر داخل ہوا پہرہ والا اسکے پیچھے خاموش تھا اور دیکھ رہا تھا کہ یہ جاسوس کیا کرتا

ہے مگر گھنٹہ بھر سے زیادہ عرصہ گذر گیا جاسوس نے کوئی خاص کارستانی نہ کی اب پہرہ دار نے روکا اور تلوار ہاتھ میں لے سر پر پہونچکر کہا ہتیار رکھدے۔

جاسوس۔ مجھے ہتیار رکھنے میں عذر نہیں مگر میں دشمن نہیں ہوں۔

پہرہ دار۔ اگر فوراً ہتیار نہیں رکھتا تو ابھی وار کرتا ہوں دوبارہ نہ کہونگا فوراً ہتیار دے

جاسوس نے ہتیار اتار کر آگے رکھدیئے اور کہا میں دشمن نہیں ہوں۔

پہرہ دار۔ ایسی ترکیبیں گرفتاری کے وقت تم لوگ ہمیشہ کرتے ہو ہم نے تمہاری دغابازی بہت دیکھ لی ہیں چلو سپہ سالار کی خدمت میں چلو۔

پہرہ والا جاسوس کو لے کر عبداللہ ابن سعد کی خدمت میں حاضر ہوا چونکہ نماز کا وقت قریب تھا اسلیئے حکم ہوا کہ بعد نماز جاسوس پیش کیا جائے۔

نماز سے فراغت پانے کے بعد پہرہ والے نے جاسوس کو حاضر کیا اور کہا میں نے اسکے ہتیار رکھوا لیئے ہیں لیکن یہ تعجب تھا کہ اس نے ہتیار دینے میں بہت دلیل نہ کی۔

عبداللہ بن سعد۔ کیا تو اپنے جاسوس ہونے کا اقرار کرتا ہے۔

جاسوس۔ میں جاسوس نہیں ہوں۔

عبداللہ بن سعد۔ پھر کیوں آیا تھا۔

جاسوس۔ ایک خاص مقصد کے واسطے۔

عبداللہ بن سعد۔ وہ مقصد کیا تھا۔

جاسوس۔ اسکے بیان کرنے سے مجبور ہوں۔

عبداللہ۔ تجھے معلوم ہے کہ عنقریب موت کی سزا [illegible] اسلئے تجھے [illegible]

جاسوس۔ یہ میں جانتا ہوں لیکن پھر بھی وہ نہ بتاؤں گا۔

عبداللہ متعجب ہوئے اور انہوں نے کہا یا [illegible] یہ تیری موت کا

حکم دینے والا ہوں اگر تو سچا ہے اور جاسوس نہ تھا تو آنے کی وجہ بیان کر۔

جاسوس۔ میں ایک مسلمان کی تلاش میں تھا۔ اگر یہ وجہ قابل یقین ہے تو اعتبار کیجئے اور اگر نہیں تو قتل کیجئے۔

عبداللہ۔ تیرے پاس اس کا کیا ثبوت ہے۔

جاسوس۔ ثبوت کچھ نہیں صرف میرا بیان۔

عبداللہ۔ یہ تو کافی نہیں۔ اچھا کچھ دشمن کا پتہ دے کہ کیا کیفیت ہے

~~جاسوس~~ عبداللہ۔ اچھا کچھ دشمن کا پتہ دے کہ کیا کیفیت ہے۔

~~عبداللہ~~ جاسوس۔ مجھے وہاں کا مفصل حال معلوم نہیں۔

عبداللہ۔ تو یوسف سے واقف ہے کچھ اس کا حال بتا کہ وہ کس رنگ میں ہے۔

جاسوس۔ اس پر طرح طرح کے ظلم ٹوٹے اور ستم ہوئے مگر وہ کل شام تک زندہ تھا لیکن میرا خیال ہے کہ وہ کل گرفتار ہو گیا اور اب زندہ نہ رہے گا

عبداللہ۔ تیرا کیا نام ہے

جاسوس۔ میں ابھی بتانے سے مجبور ہوں۔

عبداللہ۔ تیری گفتگو سے اس وقت تک کوئی پتہ نہ چلا کہ تو کس غرض سے آیا اب اسکے سوا کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ تو یقینی جاسوس تھا۔ اور تیری غرض صرف ہمارا کھوج لگانا تھا تم لوگ مکار ہو صداقت تم سے کوسوں دور ہے کوئی وجہ نہیں کہ میں تیری بات کا اعتبار کر لوں۔ اور سزائے موت نہ دوں۔

جاسوس۔ اگر تمہاری یہی رائے ہے تو اچھی بات ہے۔

عبداللہ۔ لیکن واقعہ کا اظہار اب بھی نہیں کر سکتا اچھا یوسف کی گرفتاری کس طرح ہوئی

جاسوس۔ طرابلسی اسکی جان کے دشمن ہیں اسلام قبول کرنے کے بعد اسکا استقلال ایسا نہ تھا کہ وہ زندہ چھوڑا جاتا وہ دو تین مرتبہ موت کے منہ سے بچا۔ قید سے وہ بھاگا

شیر کے منہ سے وہ بچا میدان مقابلہ میں وہ زندہ رہا اب اسکی زندگی آسان نہیں۔

عبداللہ۔ تو کیا اب وہ ان کے قبضہ میں ہے۔

جاسوس۔ ہاں۔

عبداللہ۔ تو اسکا دوست ہے یا دشمن۔

جاسوس۔ میں اسکا دوست تو نہیں مگر دشمن بھی نہیں ہوں۔

عبداللہ۔ تیرا ہر فقرہ اور ہر بات ایک معمہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تو زندگی سے بیزار اور موت کا خواستگار ہے۔

عبداللہ بن سعد نے اور آدمیوں سے مشورہ کیا اور سب کی رائے یہ ہی ہوئی کہ ابھی قتل درست نہیں بہتر ہوگا کہ ابھی ملتوی کیا جائے۔

اس مشورے سے ابن سعد نے بھی اتفاق کیا اور جاسوس کا قتل ملتوی کیا گیا۔

(۴۱)

یہ تمام شورش تمام فساد تمام مصیبت اور تمام آفت جو ہمارے سر پر آئی تیری اور صرف تیری وجہ سے ہے تو تو سن چکا کہ سفیر جس کے بل بوتے پر تو شیر تھا کل قتل کر دی گئی۔ اب تو بھی قتل کیا جاتا ہے۔ تاکہ یہ فتنہ کسی طرح فرو ہو۔

اتنا کہہ کر گریگوری نے سپاہیوں سے کہا لے جاؤ اسکو اور رات بھر حراست میں رکھو علی الصباح اسکو قتل کرو اور اس کا سر خداوند کی خدمت میں پیش کرو۔

یوسف۔ میں موت سے پہلے ڈرا نہ اب مجھ کو کسی قسم کا خوف نہیں لیکن میں ایک دفعہ اور تم سب کو راہ راست پر بلاتا ہوں اور اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔

ابھی یہ فقرہ ختم بھی نہ ہوا تھا کہ چاروں طرف سے لاتیں گھونسے اور تھپیڑ اس زور سے پڑے کہ یوسف گھبرا کر گر پڑا اور اسکے گرنے پر بھی ظالموں کی مار ختم نہ ہوئی تھی کہ ایک سپاہی یوسف کے چھوٹے بھائی کو لے کر حاضر ہوا اور کہا یہ موجود ہے۔

گریگوری۔ اسلام نے تجھ کو جو دن دکھایا وہ تو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے جو گت تیری ہوئی خدا نہ کرے کہ دشمن کی بھی ہو تو نے خداوند کا رمتیسٹ سے منحرف ہو کر یہ گت دیکھا۔ اگر اب بھی تو اپنی حرکتوں سے باز آجائے اور اسلام کو چھوڑ کر راہ راست پر آجائے تو خیر ورنہ جہاں تیری ماں تیرے کرتوتوں سے پہونچی وہیں یہ بھائی بھی پہونچایا جائیگا۔

یوسف۔ جس رستہ میں ماں قربان ہوئی وہ ایسا پر لطف ہے کہ ایک ماں کیا اگر میں خود بھی ہزار دفعہ پیدا ہوں اور مارا جاؤں تو عین سعادت ہے لیکن یہ یاد رکھ کہ یہ معصوم بیگناہ ہے۔ مجرم میں ہوں کہ تجھ سے اور تیرے خداوند سے منحرف و برگشتہ ہوں اس بیگناہ ہستی نے کیا کیا کہ تو اسکے قتل پر آمادہ ہے۔

گریگوری۔ یہ صحیح کہ یہ بیگناہ ہے لیکن تیرا گناہ وہ گناہ ہے کہ تیرے تمام خاندان کا قتل بھی اسکی کافی سزا نہیں ہوسکتی۔

یوسف۔ اگر تیرا ستم اسکو روا رکھتا ہے تو شوق سے اپنی خواہش پوری کر مگر اچھی طرح سمجھ لے کہ یہ طاقت جو آج تجھ کو ہے ہمیشہ رہنے والی نہیں۔

گریگوری۔ تو ان ہی خبطوں میں خوش ہے اور نہیں جانتا کہ جب تک خداوند کا رمتیسٹ کا سایہ طرابلس کے سر پر موجود ہے ہمارا بال بیکا نہیں ہوسکتا مسلمانوں کا اس جنگ میں جو حشر ہوا وہ تجھ کو معلوم ہے؟

یوسف۔ حشر کیا ہوا! وہ تمہاری جمعیت سے بھاگنے والے نہیں ہیں۔

گریگوری۔ وہ آج تین چار روز سے گریہ وزاری کر رہے ہیں ان کا بڑا حصہ فنا ہوچکا جو چند نفس باقی ہیں وہ قدموں میں گر رہے ہیں اور صلح کے خواستگار ہیں۔ لیکن انمیں سے ایک بھی زندہ نہ بچیگا۔

یوسف۔ تو جھوٹا ہے وہ مر جائینگے اور تیری طرف رخ نہ کرینگے۔

اب گریگوری نے یوسف کے چھوٹے بھائی زبیدہ کو پکڑ کر اپنے پاس گھسیٹا

رات کا پہلا پہر ختم ہو چکا تھا اور ایک آٹھ برس کا بچہ جو نیند کے جھونٹے لے رہا تھا اس مصیبت میں سفاک بادشاہ کا منہ دیکھنے لگا۔ گریگوری نے طیش میں آکر دو تھپڑ اسکے منہ پر مارے اور کہا:۔

دیکھ او ناہنجار یوسف دیکھ۔

یہ کہکر گریگوری کے ہاتھ میں خنجر آبدار چمکا۔

یوسف۔ گریگوری اپنے فیصلہ پر غور کر مجرم میں ہوں یہ نہیں ہے۔

گریگوری۔ میں ابھی کہہ چکا ہوں کہ تمام خاندان کا قتل بھی تیرے جرم کی کافی سزا نہیں

یوسف۔ بسم اللہ مگر اسے یقین کر کہ اس دل میں اسوقت شکر اور مسرت کا دریا لہریں لے رہا ہے

یوسف کی آنکھیں بھائی کے چہرہ پر تھیں کہ سنگدل گریگوری نے معصوم کو ذبح کر دیا اور کہا:۔

اعلان کر دو کہ صبح کو کنارہ دریا پر یوسف قتل کیا جائے گا۔

(۴۲)

مسلمان تھک کر چور ہو گئے حملہ کرتے کرتے انکی ہمتیں چھوٹ گئیں مگر طرابلس قدم پیچھے نہ ہٹا ہر چند مسلمانوں نے زور لگایا مگر کسی طرح کامیابی نہ ہوئی خرابی اب یہ اور بھی پڑی تھی کہ خود عبد اللہ کی ہمت پست ہو گئی اور انھوں نے تمام فوج کو جمع کر کے متوجہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیئے محاصرہ ناکام اور حملہ بے سود رہا۔ طاقت روز بروز کم ہو رہی ہے اور اگر اسوقت عیسائی باہر نکل آئے تو تعجب نہیں وہ میدان مارلیں۔ اسوقت بعض کی رائے یہ ہوئی کہ رات کو خاموشی کیساتھ بھاگ جائیں بعض کا خیال ہوا کہ فرار ہمیشہ کے واسطے اسلامی تاریخ کو بدنما کر دیگا۔ اکثر کا خیال ہوا کہ امیر المومنین کی خدمت میں اطلاع دینی چاہیئے کہ جس قدر جلد ممکن ہو کمک روانہ کریں مگر راستہ اس قدر دشوار اور ٹیڑھا تھا کہ یہ خیال

بھی بآسانی پورا نہ ہو سکتا تھا۔ عیسائی اچھی طرح سمجھ رہے تھے کہ مسلمانوں کی تعداد روز بروز گھٹ رہی ہے کئی ہزار کام آچکے ہیں اور اشد ضرورت ہے کہ ہم خود کسی روز باہر نکلکر حملہ کریں۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ مسلمان خواب غفلت میں تھے۔ کہ عیسائیوں کا ٹڈی دل لشکر آپڑا یہ شبخون یقیناً لڑائی کا فیصلہ کر دیتا رات اندھیری تھی اور دشمن کی تعداد مسلمانوں کے مقابلہ میں دگنے سے زیادہ تھی مگر مسلمانوں کی خوش قسمتی سے اندھیرے نے ان کی اعانت کی اور خود اپنی ہی فوج کو دشمن سمجھ کر عیسائیوں نے قتل کرنا شروع کیا رات بھر یہ قتل عام ہوتا رہا مسلمان اگرچہ مقابلہ میں کمی نہ کر رہے تھے مگر ان کی تعداد اس قدر کم تھی کہ وہ کیسا بھی زبردست مقابلہ کرتے شکست یقینی تھی جب رات کی تاریکی شعاع آفتاب نے دور کی تو عیسائیوں کو معلوم ہوا کہ خود انھوں نے اپنی صفیں کی صفیں کاٹ دیں اور جسکو دشمن سمجھ رہے تھے وہ دستہ نہیں خود ہی تھے۔ نصف سے زیادہ لشکر اپنے ہی ہاتھوں برباد ہوا اس غلطی نے عیسائیوں کے چھکے چھڑا دیئے جدھر نظر ڈالتے تھے میدان عیسائی لاشوں سے پٹا پڑا تھا اسوقت مسلمانوں کی ہمت بڑھی اور وہ اللہ اکبر کہہ کے آگے بڑھے عیسائی کچھ تو اپنی غلطی سے پریشان تھے کچھ اسوقت کا حملہ ایسی بے جگری سے کیا گیا کہ پاؤں اکھڑ گئے اور بھاگے مسلمانوں نے اسوقت سے فائدہ اٹھایا اور پیچھا کیا مگر سپاہی دروازہ میں پہونچکر ٹھٹکے اور کچھ دیر تک مقابلہ کرنے کے بعد دروازہ بند کر خاموش ہو گئے۔

عبداللہ بن سعد کی ہمت اس واقعہ نے بڑھا دی لیکن وہ اس اعلان سے بے خبر نہ تھے کہ صرف میرے سر کے واسطے گریگوری نے یہ کچھ انعام مقرر کر رکھا ہے اسلیئے گو ضرورت تھی کہ مسلمان اندر گھس جائیں۔ لیکن آج کے معرکہ نے ان کو اچھی طرح یقین دلا دیا تھا کہ انعام کی لالچ میں ہر عیسائی صرف سپہ سالار کے سر کا خواستگار تھا۔ اسلیئے مصلحت نہ سمجھی اور مسلمان بھی اپنے مقام پر آگئے۔

آج دوبارہ جاسوس ابن سعد کی خدمت میں پیش کیا گیا گمان غالب یہ تھا کہ جاسوس کا مقصد صرف ابن سعد کا سر کاٹنا تھا مگر آج جس وقت عبداللہ نے اس سے کہا کہ تو اگر اس غرض سے آیا تھا کہ میرا سر علیحدہ کرے تو تیری ناکامیابی قابل افسوس ہے کیا یہ ممکن نہیں کہ تو اپنی مفصل سرگذشت بیان کردے تو اس نے جواب دیا۔

یہ میرے اوپر الزام ہے کہ تم ایسے ایسے خیالات پیدا کرتے ہو کیا اسلام ایسا نام ہے کہ سچے آدمیوں کو بدنام کرو۔

ابن سعد۔ اگر ہم کو یقین ہو جاتا کہ تو مسلمان ہے تو ہم کو تیری طرف سے بدظن ہونے کی ضرورت نہ تھی۔

جاسوس۔ کیا مسلمان کے سوا ہر شخص دنیا میں جھوٹا ہے۔

عبداللہ۔ یہ مطلب نہیں ہے بلکہ مسلمان پر ہمکو پورا بھروسہ ہے اور تو مسلمان نہیں۔

جاسوس۔ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ اگر مسلمانوں کا دوست نہیں تو ان کا دشمن بھی نہیں ہوں۔

عبداللہ۔ یہ کیا معمہ ہے تو اسکو صاف کیوں نہیں کرتا۔ اس شبخون میں عیسائیوں کی شکست سے تجھ کو رنج ہوا۔

جاسوس۔ رنج نہیں تو خوشی بھی نہیں ہوئی۔

عبداللہ۔ پھر وہی پیچیدہ گفتگو۔ بندۂ خدا معاملہ کو صاف کر ہم مسلمان لوگ ہیر پھیر کی باتیں نہیں سمجھ سکتے۔

جاسوس۔ میں نے پہلے ہی کہا تھا اور اب پھر کہتا ہوں کہ میں خود ایک راز ہوں میرے اس کہنے کا یقین تجھے کرنا چاہئے کہ میں دشمن نہیں۔

آج پھر عبداللہ نے سب سے مشورہ کیا اور یہ ہی صلاح ہوئی کہ جاسوس کے قتل میں اور انتظار کرنا چاہیئے اور اسوقت تک ملتوی کیا جائے جب تک کہ معاملہ طے نہ ہو۔

(۹۳)

اب رات کے ختم ہونے میں چند گھنٹے باقی ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ آج کا آفتاب میری موت کا پیش خیمہ ہے افسوس یہ ہو کہ میرے پاس اسوقت کوئی ہتیار نہیں کہ ان دونوں پہرہ داروں کا مقابلہ کروں اور اگر موت مقرر ہے تو بجائے وہاں کے یہاں مرون مگر افسوس میری تقدیر کہ نہ معلوم حسین سفیر یہ کس مصیبت میں ہے وہ یقیناً دشمنوں کے قبضہ میں ہے اور قتل کی گئی لیکن اب ہاں میں زندہ رہ کر کیا کرونگا۔

اتنا کہنے کے بعد کچھ ایسا جوش یوسف کے دل میں اٹھا کہ اس نے خاموشی کے ساتھ ایک پہرہ والے کو پیچھے وباکر اسکا خنجر چھینا اور جب تک دوسرا اسکے مقابلے کے واسطے بیدار ہو سخت مقابلہ کے بعد اسکو قتل کیا۔

دوسرا پہرے والا کیفیت دیکھکر چاہتا تھا کہ چیخ کر دوسرے آدمیوں کو اپنی مدد کے واسطے بلائے کہ یوسف نے اسکے بھی خنجر مارا اور اس سے پہلے کے وہ آواز نکالے اسکا گلا گھونٹ کر اسوقت تک وبائے پڑا رہا جب تک کہ وہ بھی ختم ہو دونوں کے قتل کے بعد اب یوسف باہر نکلا وہ خوب سمجھتا تھا کہ اگر جھونٹوں بھی کسی نے مجھکو دیکھ لیا تو ایک آفت برپا ہوجائے گی۔ آفتاب نکل چکا تھا اور یوسف ابھی حدود طرابلس سے باہر نہ پہونچا تھا۔ دن بھر ایک غار میں چھپا بیٹھا رہا جب آفتاب غروب ہوچکا ہے تو باہر آیا۔ اور شہر میں داخل ہوا دیکھتا کیا ہے کہ تمام شہر پر سناٹا چھایا ہوا ہے اور ہر شخص فرار یوسف کے چرچے میں مصروف ہے گرانقدر انعام مقرر کئے گئے ہیں اور چاروں طرف لوگ اسی کوشش میں بھاگ دوڑ رہے ہیں کہ کسی طرح یوسف کو گرفتار کریں۔

ایک جگہ اس نے دیکھا کہ آدمیوں کا ٹھٹ کا ٹھٹ لگا ہوا ہے اور خود بادشاہ گریگوری مسلح آدمیوں کے دستہ کو ساتھ لئے باواز بلند کہہ رہا ہے صبح ہی ہم نے چاروں

طرف ناکہ بندی کردی تھی اور یہ واقعہ ہے کہ مکار اب تک طرابلس میں موجود ہے شرم کی جگہ اور افسوس کا مقام ہے کہ تم لوگ اب بھی اسکی گرفتاری میں مجبور رہو۔

یوسف نے یہ الفاظ اپنے کان سے سُنے اس نے سب سے پہلے تیمم کیا اور اسکے بعد عشا کی نماز پڑہ کر خدا سے التجا کی کہ معبود حقیقی تیرے حکم کے آگے کس کی مجال ہے کہ سرتابی کرے۔ لیکن اس قدر آرزو ضرور ہے اور تیرے سوا کون ہے جس سے عرض کروں کہ مسلمانوں کی فتح اپنی آنکھ سے دیکھ اور کانوں سے سُن لوں تاکہ طرابلس والوں کو معلوم ہو جائے کہ جھوٹا خداوند مکار کا حقیقت فرضی خدا تھا۔

گڑگڑا گڑگڑا کر یوسف نے یہ التجا کی اور اس سے فارغ ہو کر آگے بڑہا اس کی صورت میں اب بھی کوئی تغیر نہ تھا چاہتا تھا کہ کسی طرح شہر پناہ کے قریب پہونچ جائے اس کوشش میں اسکو کامیابی ہوئی اور وہ وہاں پہونچا جہاں طرابلسی فوج کے ڈیرے پڑے ہوئے تھے۔

یہاں پہونچکر یوسف ٹھٹکا اور سمجھ گیا کہ اب ایک قدم بھی اٹھانا موت کے منہ میں جانا ہے ہر شخص نہیں تو ان میں اکثر ایسے ہوں گے جو میری صورت سے اچھی طرح آشنا ہیں مگر اس حالت میں کہ میں خود زندگی سے بیزار ہوں مجھ کو احتیاط کی کیا ضرورت ہے میرا عقیدہ ہے کہ بعد موت پاک روحیں اپنے عزیزوں سے ملتی ہیں اور یہ بھی میرے مذہب مقدس کی تلقین ہے مجھے اس موت میں وصل یار میسر آئیگا۔ پھر ڈروں کیوں اور بھاگوں کس لیئے۔ یہ قصد مصمم کرنے کے بعد یوسف کھڑکی کی طرف آیا اور خدا کا نام لے کر کھڑکی میں داخل ہوا یہاں کوئی پہرہ والا نہ تھا مگر ایک شخص تھوڑے سے فاصلہ پر کھڑا تھا جس نے یہ واقعہ دیکھا۔ اور اسکے پیچھے پیچھے وہ بھی اندر داخل ہوا۔ کھڑکی میں اندھیرا گھپ تھا مگر قدموں کی آہٹ پا کر یوسف رکا اور ایک جگہ ٹھیر گیا متلاشی انسان اپنی دھن میں آگے نکل گیا اور لپکا کہ کہیں جاتا ہو تبھی ملزم کو گرفتار

کرنی مگر جوں ہی وہ اُٹھانے میں پہونچا پیچھے سے ایک تلوار اسکے سر پر پڑی اور وہ زخمی ہو کر گرا۔

زخمی۔ او ظالم تو کون ؟

یوسف۔ میں یوسف۔

زخمی۔ غضب، ستم تو شہر میں تھا۔

یوسف۔ اور کہاں ہوتا۔

زخمی۔ تو بچکر نکل گیا۔

یوسف۔ اب کون مجھکو پکڑ سکتا ہے بجھے سامنے مسلمانوں کا لشکر ہے۔

زخمی۔ تھوڑا پانی پلا دے۔

یوسف۔ یہاں پانی کہاں ہے۔

زخمی۔ مسلمانوں کے لشکر سے لے آ۔

یوسف۔ اسلئے کہ میں پانی لینے جاؤں اور تو اپنے لشکر کو خبر دیدے۔

زخمی نے نہایت معقول تدبیر کی تھی اسنے داخلہ کے وقت ایک شخص کو اطلاع دیدی تھی کہ کھڑکی میں کچھہ کھٹکا ہے اور میں اندر جاتا ہوں۔ زخمی اور یوسف باتیں کر رہے تھے کہ چند آدمیوں کی آواز دونوں کے کان میں آئی۔

زخمی۔ میرے بازو پر کچھہ جواہرات بندھے ہوئے ہیں یہ کھول لو اور تم لے لو۔ کیونکہ یہ بیکار جائینگے۔

یوسف۔ او مکار اس وقت بھی اپنی شرارت سے باز نہیں آتا حالانکہ جہنم میں جا رہا ہے

اتنا کہہ کر یوسف بھاگا مگر راستہ میں خیال آیا کہ بھاگنا درست نہیں رہیں ایک گوشہ میں کھڑا ہو گیا۔ یہ لوگ زخمی کے سرہانے پہونچے اور پوچھا کون باتیں کر رہا تھا۔

زخمی۔ ہائے ظالم ہاتھ سے نکل گیا اور مجھ کو زخمی کر گیا۔

لوگ۔ کیا یوسف تھا۔

زخمی۔ ہاں وہی تھا ابھی لشکر اسلامی کی طرف بھاگ گیا۔

لوگ۔ اب کوشش فضول ہے ؛

(۴۴)

دن کے دو بجے ہونگے کہ زبیر ابن عوام اور ان کے ہمراہی لشکر اسلامی کے قریب پہونچے مسلمانوں نے جب دور سے گرد اڑتی دیکھی تو متحیر ہوئے اور سمجھے کہ شاید عیسائی اس طرف سے ہمپر حملہ آور ہوئے ہیں اور کوشش یہ ہے کہ ہم کو بیچ میں گھیر لیں فوراً مسلح ہو گئے۔ اور منتظر رہے کہ دیکھیں کون ہے۔

ادہر زبیر اور ان کے ہمراہی جس قدر قریب پہونچ رہے تھے اتنا ہی انکا جوش اور شوق بڑھ رہا تھا ابھی لشکر قریب نہ پہونچا تھا کہ کلمہ توحید سے میدان گونج اٹھا اور مسلمانوں کو یقین ہو گیا کہ امیر المومنین نے ہماری اعانت کے واسطے کمک بھیجی یہ لوگ بھی آگے بڑھنا چاہتے تھے اور مشورہ بھی کر رہے تھے کہ زبیر آپہنچے اسوقت مصلحتاً عبد اللہ بن سعد کو مسلمانوں نے علیحدہ کر دیا تھا اور ایک جگہ چھپا دیا تھا کہ ان کے سر کی تلاش میں یہ لوگ نہ آئے ہوں۔ زبیر آئے تو انھوں نے السلام علیکم کے بعد پوچھا عبد اللہ کہاں ہیں ؟

ایک شخص نے آگے بڑھ کر مفصل کیفیت بیان کی زبیر متعجب ہوئے اور ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلے۔

کیا سپہ سالار کی عدم موجودگی میں بھی فوج لڑ سکتی ہے ؟

اتنا سنتے ہی عبد اللہ باہر آئے زبیر سے بغلگیر ہوئے اور حرف بہ حرف لڑائی کی تمام کیفیت بیان کی

زبیر جب تمام ماجرا سُن چکے تو کہنے لگے تم نے اس اعلان کو الٹ کیوں نہ دیا۔

عبداللہ۔ وہ کیونکر ؟

زبیر۔ دیکھو میں دکھاتا ہوں۔

اب زبیر نے تمام فوج کے سامنے اعلان کیا کہ تم میں سے جو شخص گریگوری کا سر لائے گا اسکو ایک لاکھ اشرفیاں انعام دی جائینگی۔

فوج کی مسرت کا کچھ ٹھکانا نہ تھا اور تجویز یہ تھی کہ کل صبح ہی حملہ کیا جائے مگر مسلمانوں کے جوش کی یہ کیفیت تھی کہ انھوں نے اسی وقت حملہ کی تیاریاں شروع کر دیں۔

(۴۵)

عیسائی اطمینان سے بیٹھے ادھر ادھر کی باتیں کر رہے تھے کہ مسلمانوں کا لشکر شہر پناہ پر پہونچا اور اعلان کیا کہ ہم خدا کے حکم سے آج شہر کے اندر داخل ہوتے ہیں اگر تم اور تمہارا خدا ہم کو روک سکتا ہے تو روکے گریگوری موقعہ پر موجود تھا فوراً فوج کو مسلح ہونیکا حکم دیا اور مقابلہ شروع ہو گیا۔ ہرچند عیسائیوں نے سر توڑ کوششیں کیں مگر مسلمانوں کے قدم پیچھے نہ ہٹے اسوقت عیسائیوں نے تیر اندازی شروع کی اور اس زور سے بوچھاڑ کی کہ مسلمان پریشان ہو گئے عین اس معرکہ میں اور اسی وقت جبکہ مسلمان پریشان ہو چکے تھے یوسف نے عبداللہ بن سعد سے کہا کھڑکی کی طرف سے آگے بڑھئیے اور دشمن کے سر پر پہنچکر تلوار سے کلام کیجئے۔

یہ تجویز اچھی تھی یا بری مگر خطرناک ضرور تھی تاہم اسپر عمل کیا گیا اور جب یوسف اتنا کہہ کر تلوار ساتھ میں لے کھڑکی میں گھسا تو اسلامی حمیت نے گوارا نہ کیا کہ اپنے بھائی کو تنہا چھوڑ دیں ایک دستا اسکے ساتھ اندر گھسا ادھر عیسائی تیر اندازی میں مصروف تھے کہ سر پر دشمن نے تلوار چلانی شروع کر دی اب اسکے سوا چارہ نہ تھا کہ پسپا ہوں

تیراندازی موقوف کی اور تلوار سے کام لیا۔ مسلمانوں کا دستہ اور عیسائی تیغ آزمائی میں مصروف تھے کہ عبداللہ بن سعد اور زبیر ابن عوام پورے لشکر کے ساتھ اندر گھسے۔ اور گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔

عیسائیوں کی شجاعت یقیناً قابل داد تھی کٹ رہے تھے پٹ رہے تھے مگر منہ نہ موڑتے تھے۔ گرگوری نے دیکھا کہ یوسف بڑھ کر تلوار چلا رہا ہے۔ با آواز بلند کہا:۔

او مکار۔ تیری کیا یہ ہمت کہ تو ہمارے مقابلہ میں تلوار چلائے۔ یوسف کے برابر میں ہی جاسوس تلوار چلا رہا تھا گریگوری کی آواز سنکر آگے بڑھا اور کہا:۔

تو یوسف پر متحیر نہ ہو میری شجاعت دیکھ کہ اسلام نے مجھ میں شجاعت کی کیا روح پھونکدی مجھ کو پہچان کہ میں کون ہوں وہی تیری جان کی دشمن سفیرہ۔

گرگوری دانت پیستا ہوا آگے بڑھا اور حالت طیش میں چاہتا تھا کہ سفیرہ اور یوسف دونوں کا خاتمہ ایک ہی وار میں کر دے کہ سفیرہ نے بائیں طرف سے بچکر ایک وار ایسا کیا کہ گرگوری کا بازو زخمی ہوا اس زخم نے گریگوری کا غصہ اور بھڑکایا اور وہ چاہتا تھا کہ ایک وار صرف سفیرہ پر کرے کہ سفیرہ نے ایسی تلوار دی کہ گرگوری کی گردن تن سے جدا ہو کر علیحدہ جا پڑی۔ گرگوری کا سر علیحدہ ہوتے ہی عیسائیوں کی ہمت چھوٹ گئی اور بھاگنا شروع کیا۔

عبداللہ بن سعد کو حیرت تھی کہ جس جاسوس کے قتل کا ارادہ کر رہے تھے وہ ان کا ایسا دوست تھا کہ قدرت نے فتح کا سہرا اسکے سر باندھا۔ عیسائی بھاگے تو مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور یوسف و سفیرہ دونو بڈھے کار ھفیسٹ تک پہونچے یہاں صرف خداوند موجود تھے یوسف نے بڈھے کار ھفیسٹ کو گردن پکڑ کر باہر نکالا اور کہا:۔

آج اپنی خداوندی کے کرشمے دکھا اور حقیقی خدا کی عظمت دیکھ۔

سفیرہ۔ میں جو تیرے واسطے آسمانی حور بنا کر بھیجی گئی تھی اب تیری گردن اڑاتی ہوں۔

کارتھیسٹ۔ سفیریہ میں اپنی غلطی پر نادم اور قصور پر شرمندہ ہوں اب میری جان تیرے قبضہ میں ہے۔

سفیریہ۔ ہر شخص کی جان خدا کے قبضہ میں ہے لیکن تو نے جو مکر کیا اسکی سزا ملنی ضرور ہے۔

کارتھیسٹ۔ لیکن تو اپنے رحم و کرم سے معاف کر۔

یوسف۔ معاف کرنے کا حق اسکو حاصل ہے نہ مجھکو یہ سپاہ اسلام ...

دونو یوسف اور سفیریہ بڈھے ناکام خداوند کو جو سفیریہ کے عاشق زار تھے ساتھ لیکر لشکر اسلامی میں داخل ہوئے اور سفیریہ نے کہا:۔

جسکو آپ جادوگر سمجھتے تھے وہ درحقیقت آپکے ایک ادنیٰ غلام کی کنیز تھی جو اسکی تلاش میں لشکر اسلامی کو چھوڑ آئی۔

عبداللہ۔ میں اپنی غلطی پر نادم ہوں کہ تجھے ناواقفیت میں بھولا ہوں۔

سفیریہ۔ اب اس خداوند کا فیصلہ کیجئے جو بڈھا ہوکر میرا عاشق تھا۔

عبداللہ۔ یہ ہی ہے وہ خداوند جسکا کلمہ تمام طرابلس میں پڑھا جاتا تھا۔

یوسف۔ جی ہاں اب یہ اپنے قصور کی معافی چاہتا ہے۔

عبداللہ۔ اگر یہ اسلام قبول کرے اور خدا پر ایمان لائے تو ہمارا بھائی ہے اسکے سوا کوئی صورت اسکی رہائی کی نہیں۔

کارتھیسٹ۔ اسلام قبول کرنا میرے اور میری شہرت کے واسطے باعث شرم ہے کوئی اور شرط لگائیے۔

عبداللہ۔ اسکے سوا کوئی شرط نہیں۔

اب بڈھا کارتھیسٹ سامنے کھڑا کیا گیا۔

سفیریہ۔ میں جو اسکے پاس سفیر بناکر بھیجی گئی تھی اجازت ہو کہ جس تلوار سے اگر گھوڑے کو قتل کیا تھا وہی اس مردود کا بھی سر اڑادے۔

عبداللہ۔ اچھا۔

سفیریہ۔ دیکھا او مردود خدا کی خدائی اور اپنا مکر۔۔۔۔

کارتھیسٹ۔ میں اب اس کے سوا اور کیا کہوں کہ نادم ہوں۔

سفیریہ۔ ندامت کافی نہیں ہے اتنا کہہ کر سفیریہ نے بسم اللہ کی اور اس زور کا ایک ہاتھ مارا کہ بڈھے کارتھیسٹ کی گردن زمین میں تڑپنے لگی۔

عبداللہ بن سعد نے اب فتح کی خوشی کا پہلا کام یہ کیا کہ مسلمانوں کی جماعت کے روبرو یوسف اور سفیریہ کا نکاح پڑھا دیا۔

طرابلس میں اب ہر شخص ان دونوں کی صداقت کا معترف تھا سینکڑوں کارتھیسٹ کے معتقد صرف ان کی کامیابی پر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ دوسرے روز صبح کے وقت لشکر نے کوچ کا قصد کیا۔ عبداللہ بن سعد نے یوسف اور سفیریہ کو سامنے کھڑا کیا اور کہا:۔

ہم طرابلس سے جاتے ہیں۔ خدا تمہاری عمروں میں برکت دے اور اسلام پر خاتمہ کرے۔

دونوں کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔ سفیریہ نے جھک کر سپہ سالار اسلامی کی تلوار کو بوسہ دیا اور فتحمند لشکر اپنے گھروں کی طرف روانہ ہوا+

تمام شد

تصنیفات مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ

سیپارۂ دل۔ حضرت خواجہ صاحب مدظلہ کا مجموعۂ مضامین قیمت عہ

میلاد نامہ۔ میلاد شریف میں پڑھنے کیلئے نہایت مفید عہ

محرم نامہ۔ مجالس محرم شریف میں پڑھنے کیلئے نہایت مفید عہ

یزید نامہ۔ محرم نامہ کا دوسرا حصہ قیمت ۴ر

تسخیر مہر و قہر۔ اعمال حزب البحر جدید پیرایہ میں ۱۰ر

اردو دعائیں۔ پیدائش سے مرتے وقت تک کی دعائیں ۸ر

اتالیق خطوط نویسی۔ ہندوستان کے ممتاز مسلمانوں کے خطوط ۱۲ر

بیوی کی تعلیم۔ ہر ہندوستانی عورت کے مطلب کی چیز ۱عہ

چٹکیاں گدگدیاں۔ مذہبی سیاسی تمدنی مفید ظرافت ۱۰ر

جگ بیتی۔ بڑے دلچسپ اور مفید قصے قیمت ۸ر

رسول کی عیدی۔ بچے مزے لیکر پڑھتے ہیں ۲ر

شیخ سنوسی ہر سہ حصہ۔ حجاز و شام و افریقہ کے مشائخ کی پیشین گوئیاں .... قیمت ۴ر

جرمن نامہ۔ جرمنی کے متعلق ۴ر

سترھویں نامہ۔ حضرت امیر خسروؒ کے حالات ۴ر

اسلام کا انجام۔ مصری شیخ المشائخ کی ایک نادر کتاب کا ترجمہ۔ قابل دید کتاب ہے ..... قیمت ۶ر

فرانسیسی درویش۔ غور سے دیکھنے کی شے ہے ۳ر

فلسفہ شہادت۔ مطلب نام سے ظاہر ہے قیمت ۱ر

محفل نامہ گیارہویں شریف۔ حضرت غوث پاک کی سوانح عمری ۱۲ر

سیر دہلی باتصویر۔ گھر بیٹھے دہلی کی سیر کرا دیگی قیمت ۴ر

کرشن بیتی۔ سری کرشن جی کی سوانح عمری ۸ر

غدر دہلی کے افسانے ہر سہ حصہ۔ غدر دہلی ۱۸۵۷ء کے حالات افسانے کے پیرایہ میں

سفرنامہ مصر و شام و حجاز۔ بینظیر سفرنامہ باتصویر ۱۸ر

سفرنامہ ہند۔ ہندوستان کے دیکھنے کے قابل مقامات کے حالات۔ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے قیمت ۱۲ر

گم ٹو موت۔ موت کا مفید اثر طبیعت پر ڈالتی ہے عہ

مجموعہ خطوط۔ خواجہ صاحب کے خطوط بیوی بچوں اور دوستوں کے نام۔ قابل دید مجموعہ ہے۔ قیمت ۱۲ر

قبروں کے غیبی نوشتے۔ رسول اللہ اور اہلبیت کے مزاروں اور دشمنان اہلبیت کے نام قبروں کے کتبے قیمت ۸ر

طمانچہ برخسار یزید۔ ایک دلچسپ ناول۔ یزید ابن زیاد وغیرہ کی ہوس نفسانی کے پوشیدہ نظارے اہلبیت عورتوں کی جانبازیاں۔ عجیب قصہ ہے۔ قیمت ..... عہ

فرام قبلہ ٹو شملہ۔ لارڈ ہارڈنگ کے نام ایک مراسلہ قیمت ۱ر

ملنے کا پتہ منیجر نظامیہ دالاشاعت دہلی

آپ بیتی۔ حضرت خواجہ صاحب کے حالات زندگی،
نہایت دلچسپ و کارآمد ...... قیمت ۱۲؍

گورنمنٹ اور خلافت۔ انگریزوں کی دعوت اسلام،
آنے والے خطرات۔ قابل دید ہے قیمت ۴؍

قیامت میں گیارہ برس۔ امام الزماں کی آمد۔ دنیا کی
آئندہ انقلابات کی خبریں۔ دیکھنے کے قابل قیمت ۵؍

حلالخوروں کے عجیب عقائد۔ زیر طبع ہے۔ قیمت ۱۲؍

بہادر شاہ کا مقدمہ زیر طبع ہے۔ ترجمہ رباعیات سرمد زیر طبع

تصنیفات مصور غم علامہ راشد الخیری صاحب

صبح زندگی۔ نسیمہ بیگم کے کوار پنے کے حالات نہایت مؤثر
پیرایہ میں لکھے گئے ہیں۔ عجیب قصہ ہے قیمت ۱۲؍

شام زندگی۔ نسیمہ بیگم کی شادی سے موت تک کے
حالات اور درد انگیز واقعات۔ قیمت ... عہ

شب زندگی۔ نسیمہ بیگم کی موت کے بعد کا بیان جسکو
پڑھکر ہچکیاں بندھ جاتی ہیں ..... قیمت عہ

الزہرا۔ بنت الرسول سیدۃ النساء فاطمہ زہرا کی سوانح عمری ۱۲؍

سراب مغرب۔ تقلید فرنگ کے دردناک نتائج بیحد مؤثر قیمت

بنت الوقت۔ تعلیم یافتہ بی بیوں کا بے مثل مرقع۔ اور
مہذب لڑکیوں کی لاثانی تصویر۔ قیمت .... ۸؍

جوہر قدامت۔ دو بہنوں کی پرلطف کہانی۔ دو عورتوں
کی جگر خراش داستان .... قیمت ۸؍

آفتاب دمشق۔ تاریخی قصہ عہد فاروقی کا دردناک منظر عہ

[illegible]ات۔ روح نو۔ اعمالنامہ۔ زندگی کے ہر شعبہ سے بحث ۱۲؍

نوحہ زندگی۔ ایک بیوہ کی دردناک داستان قیمت ۱۲؍

عروس کربلا۔ کربلا کے واقعات اور حضرت امام حسین اور
ان کے رفقا کی شہادت کے دردناک حالات ناول کے
پیرایہ میں لکھے گئے ہیں۔ قیمت .... ۱۲؍

موودہ۔ خون کے آنسو رلانے والی ایک بیٹی کا
دردو غم بھرا افسانہ قیمت .... ۸؍

جوہر عصمت۔ خاندانوں کو وفاداری اور عورتوں کو
عصمت سکھانے والی کتاب۔ قیمت .... ۶؍

تائید غیبی۔ مسلمانوں کو بتائے گا کہ سرزمین
اندلس پر وہ کیا کر چکے ہیں۔ قیمت ...... ۸؍

انگوٹھی کا راز۔ پردرد و پراثر اور قابل قدر ہے قیمت ۸؍

سود او قفس۔ مولانا کی دل ہلا دینے والی نظموں کا مجموعہ قیمت ۴؍

فسانہ سعید۔ زنانہ لٹریچر میں جس کی ایک عرصہ سے محسوس کی
جا رہی تھی اسکو فسانہ سعید کے قابل مصنف نے نہایت خوبی کیساتھ ادا کیا ہے

ملنے کا پتہ منیجر [illegible] دہلی